فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ

پھر جو کوئی چاہے مانے اور جو کوئی چاہے نہ مانے۔ (ترجمہ شیخ الہندؒ)

مکاتیب بانیِ تبلیغی جماعت پر ایک محقق عالم دین کا بصیرت افروز تبصرہ

حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب دامت برکاتہم کا تحقیقی مقالہ

کشف الغطاء

مولانا ابوالفضل عبدالرحمٰن مدظلہ

فمن شاء فلیومن و من شاء فلیکفر

پھر جو کوئی چاہے مانے اور جو کوئی چاہے نہ مانے (ترجمہ شیخ الہند)

مکاتیب بانی تبلیغی جماعت پر ایک محقق عالم دین کا بصیرت افروز تبصرہ

حضرت مولانا ابوالفضل عبدالرحمٰن صاحب دامت برکاتہم کا تحقیقی مقالہ

بنام

کشف الغطاء

مولانا ابوالفضل عبدالرحمن مدظلہ

نام کتاب :.........کشف الغطاء

مصنف:...........ابوالفضل عبدالرحمن فاضل دارالعلوم کراچی

اشاعت :.........رمضان المبارک ۱۴۳۲ھجری بمطابق اگست ۲۰۱۱ء

تعداد:...........۱۰۰۰

قمیت:...........   روپے

ضروری گزارش

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے انسانی کوشش کے مطابق کمپوزنگ، تصحیح، طباعت، اور جلد سازی میں پوری پوری احتیاط کی گئی ہے تاہم پھر بھی قارئین گرام سے عرض ہے کہ اگر کہیں کوئی غلطی نظر آئے تو ازراہ کرم ہمیں مطلع فرمادیں تاکہ اس غلطی کا فوراازالہ ہوسکے اس تعاون پر ہم آپ کے بے حد شکر گزار ہوں گے

ای میل ایڈریس imranurrehman297@gmail.com

ناشر

دارالمارف و رحمانیہ دارالکتب

چک نمبر297/E.B ڈاکخانہ چک نمبر 307/E.B تحصیل

بورے والا ضلع وھاڑی پنجاب پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اس کتاب میں مولانا محمد الیاسؒ دہلوی کے خطوط سے یہ واضح کیا گیا ہے کہ یہ ''جماعت'' روز اول سے ہی گمراہی پر گامزن تھی اور مولانا موصوف اس غلط فہمی میں مبتلا تھے کہ مجھے اس کام کیلئے امر ہوا ہے۔اور پھر اس امر کی تکمیل کیلئے کامل مکمل دین متین کا تیاپانچا کر کے عملا تمام دین کو معطل کر کے عقائد میں سے اول کلمہ،عبادات میں سے صرف نماز،معاشرت میں سے اکرام مسلم اور تصوف میں سے تصحیح نیت کو اپنی سکیم میں شامل کیں۔اور اپنی سکیم چلت پھرت،سہ روزہ، چلہ پر جانے کو جہاد فی سبیل اللہ قرار دیا اور اصل جہاد فی سبیل اللہ کے تمام فضائل کا مستحق ان نہتے کو چہ گردوں کو قرار دیا اور مکتوب مولانا ذکریا کو لکھتے ہیں کہ بندہ کے نزدیک اصل جہاد یہی ہے اور اس کے ردعمل کے طور پر جماعت جہاد سے، درس قرآن سے، سیاست سے، رفاہی اجتماعی کاموں سے، علماء کرام کی تقریروں اور جلسے جلوسوں سے اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر سے برگشتہ،متنفر ہو کر امت کا ایک عضو معطل فرقہ بن گئی ہے

یاایھاالذین امنوااتقوااللہ و قولوا قولا سدیدا یصلح لکم اعملکم و یغفرلکم ذنوبکم و من یطع اللہ و رسولہ فقد فاز فو زا عظیما (۷۰،۷۱ ۳۳)

ان الذین یلحدون فی ایاتنا لایخفون علینا افمن یلقی فی النارخیرامن ء امنا یوم القیامہ اعملوا ما شئتم انہ بمایعملون بصیر (۴۰، ۴۱)

ترجمہ: جو لوگ ٹیڑھے چلتے ہیں ہماری باتوں میں وہ ہم سے چھپے ہوئے نہیں بھلا ایک جو پڑتا ہے آگ میں وہ بہتر ہے یا ایک جو آئے گا امن سے دن قیامت کئے جاؤ جو چاہو بیشک جو تم کرتے ہو وہ دیکھتا ہے۔

القران دستورنا و الرسول قدوتنا۔
قرآن ہمارا دستور ہے اور رسول ﷺ ہمارے رہبر ہیں ۔

واعلموا ان الجنۃ تحت ظلال السوف و عن انسؓ ان النبی ﷺ کان اذا غزبنا قوما لم یکن یعز و بنا حتی یصبح و ینظر الیہم فان سمع اذانا کف عنہم وان لم یسمع اذانا اغار علیہم (متفق علیہ مشکوۃ ص 341 عربی) عن عصام المزنی قال بعثنا رسول اللہ ﷺ فی سریہ فقال اذا رایتم مسجدا او سمعتم موذنا فلا تقتلوا احد رواۃ الترمذی وابوداؤد

امام ابوجعفر طحاویؒ فرماتے ہیں کہ ہماری ان روایتوں سے یہ امر واضح ہو گیا کہ دعوت اسلام شروع اسلام میں تھی............اب دعوت کی کیا ضرورت رہی اسی طرح امام ابوحنیفہؒ امام ابو یوسفؒ امام محمدؒ کہتے تھے کہ جس قوم کو دعوت اسلام پہنچ چکی ہو پھر بادشاہ اسلام ان سے لڑنیکا ارادہ کرے تو اسکو چھاپہ مارنا جائز ہے (کتاب السیر ج ۳ صفحہ ۲۹۸ اردو ترجمہ المانی الاثار المعروف بالطحاوی)

دین اسلام کے مقابل متوازی تبلیغی جماعت کا دین

دین اسلام کے پانچ شعبے ہیں (عقائد، عبادات، سیاست معاملات ،اخلاقیات، معاشرات)	تبلیغی جماعت کے تین شعبے ہیں (شب جمعہ، گشت، سہ روزہ، چلہ، تین چلے
اسلام میں امر بالمعروف و نہی عن المنکر ہے	درخواست عرض والتجا ہے نہی عن المنکر کی ضرورت نہیں
اسلام میں جہاد فی سبیل اللہ ہے	دعوت ہی اصل جہاد ہے دیگر جہاد کی ضرورت نہیں
اسلام میں سیاست ہے	سیاست کی ضرورت نہیں

فـــمــن شـــاء فـــلـيــو مـــن و مـــن شـــاء فـــلـيــكــفــر
پھر جو کوئی چاہئے مانے اور جو کوئی چاہئے نہ مانے (ترجمہ شیخ الہندؒ)

کشف الغطاء

چھ نمبری رایئونڈ والی جماعت کے عالم یا عام کارکن جو اس کام کو سنت نبوی یا صحابہ کرامؓ والا جماعتی کام کہتے ہیں وہ دو حال سے خالی نہیں یا اول درجہ کے جاہل ہیں جن کو حضور اکرم ﷺ کی مدنی زندگی کا علم نہیں یا اول درجہ کے مکار ہیں لوگوں کو دھوکا فریب سے ایک بدعت اور احمقانہ طریق کار میں مبتلا کرتے ہیں دعوت و تبلیغ ایک انفرادی عمل ہے اور جہاد ایک جماعتی عمل ہے انفرادی عمل کو جماعتی شکل دینا اور اس کو سنت کہنا اول درجہ کی جہالت ہے۔علماء کرام کو احساس ہو یا نہ ہو حقیقت یہی ہے کہ ''تبلیغی جماعت'' اپنے زیر اثر کارکنوں کی دینی حمیت مفلوج کر چکی ہے اس جماعت کے کارکن ملک و ملت کیلئے ناکارہ ہیں یہ چلتی پھرتی لاشیں ہیں جو اپنے متعفن نظریات سے اسلام کی بیخ کنی کرتے ہیں

خطوط پڑھنے سے پہلے

الحمدالله وسلام علے عباده الذين اصطفٰے

(مکتوب) امابعد، مشائخ و بزرگان دین اور علماء و مصلحین کے مکاتیب ورسائل کے مجموعے قدیم زمانہ سے پائے جاتے ہیں۔ **یہ خطوط ان کے دلی جذبات اور اصلی خیالات کا آئینہ ہوتے ہیں اور بعض اوقات یہ مجموعے ان کے صحیح حالات و خیالات اور ان کے دعوت و تحریک کے اصلی محرکات معلوم کرنے کا ان کی سوانح اور سیر کے مقابلہ میں زیادہ مستند ذریعہ سمجھے جاتے ہیں** اس لئے کہ سوانح اور سیرتیں دوسرے اشخاص کی مرتب کی ہوئی ہوتی ہیں اور ان میں ان کے مصنفین کے ذوق ورجحان کا اچھا خاصا دخل ہوتا ہے کم سے کم ترجمانی اور استنباط تمام تر مصنفین کی طرف سے ہوتا ہے اور اپنے ذوق ورجحان سے بالکل آزاد اور مجرد ہو جانا نہایت مشکل بات ہے اسلامی کتب خانہ میں خطوط کے مجموعوں کا ایک بڑا ذخیرہ معلوم

موجود ہے جو بڑی تاریخی اور علمی اہمیت رکھتا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی تفرد بالجلال و العظمة والعزو الکبیر یاء والجمال و خلق الانسان لعبادة و انزل علی عبده الکتاب و لم یجعل له عوجا قیما لتنذ ر باسا شیدیدا من لانه ویبشر المومنین الذین یعملون الصلحت انّ لهم اجرا حسنا و الصلاةوالسلام علی امام المتقین و سید المجاہدین و علی آله و اصحابه رفعوالواء الدین و علی من تبعهم من سلف هذه الامة و خلفها ممن قاتل وجاہد و رابط وناقم فی کل وقت حین

حضرت مولانا ابوالحسن علی میاں نے جیسا لکھا ہے ''**یہ خطوط ان کے دلی جذبات اور اصلی خیالات کا آئینہ ہوتے ہیں اوران کی دعوت وتحریک کے اصلی محرکات معلوم کرنے کا ان کی سوانح وسیر کے مقابلہ میں زیادہ مستند ذریعہ سمجھے جاتے ہیں**'' اس لئے بندہ نے **مولانا محمد الیاسؒ صاحب** کی خودساختہ تبلیغی جماعت کا جائزہ لینے کے لئے پہلے حصہ انکشاف حقیقت میں موصوف کے ملفوظات سے جماعت کی حقیقت بیان کی اب اس حصہ میں **مولانا** موصوف کے خطوط سے انکی تحریک کی اصلیت اور شرعی حیثت بیان کی جائیگی اور بندہ نے التزام کیا ہے کہ **مولانا** موصوف کا خط سیاق وسباق کے ساتھ پورا ذکر کردیا جائے تاکہ یہ شکوہ شکائت نہ رہے کہ سیاق وسباق کو چھوڑ کر مطلب نکال لیا ہے

(مکتوب) ہندوستان کے اسلامی دور نے اس کتب خانہ کو بڑے بڑے بیش قیمت عطیے پیش کئے ہیں ان تحائف میں دو مجموعے خاص طور پر ممتاز ہیں اوراس موضوع کی کتابوں میں ان کا مقام بہت بلند ہے ایک حضرت شیخ شرف الدین یحیٰ منیری رحمتہ اللہ علیہ کے مکاتیب کا مجموعہ موسوم بہ ''مکتوبات سہ

صدی'' دوسرے امام ربانی حضرت مجدہ الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کے مکاتیب کا مجموعہ ہے جو معارف وحقائق کا بڑا خزانہ ہے

''**مولانا محمد الیاسؒ کی سوانح مرتب کرنے کا خیال ہوا تو ان کے خطوط ومکاتیب کی تلاش ہوئی جو ان کے جذبات وتاثرات اور ان کی دعوت اور دینی جدوجہد کے اندرونی محرکات کا مطالعہ کرنے کا سب سے مستند اور قابل وثوق ذریعہ ہے اس سلسلہ میں خطوط کا ایک اچھا خاصا مجموعہ دستیاب ہوا''۔** خود خاکسار راقم الحروف کو مولانا نے بڑے مفصل طویل اور پرزور اور پُراثر خط لکھے تھے جن میں سے بعض بعض مختصر رسائل کے برابر تھے، انھیں کی مدد سے اور ان کے اقتباسات سے خاکسار نے رسالہ ''ایک اہم دینی دعوت'' مرتب کیا تھا جو مولانا نے حرف بحرف سنا تھا یہ معلوم کر کے راقم الحروف کو مولانا کے خطوط کی ضرروت ہے بعض دوسرے احباب نے اپنے اپنے نام کے خطوط عنایت فرمادئے تھے جن میں سے سب سے زیادہ قیمتی ذخیرہ وہ ہے جو میاں جی عیسٰی صاحب کے نام ہے، میرے برادر محترم مولوی حکیم ڈاکٹر سید عبدالعلی صاحب نے ان سب خطوط کو ایک مجموعہ میں جمع کروادیا۔

''**ان کے خطوط ومکاتیب کی تلاش ہوئی جو ان کے جذبات وتاثرات اور ان کی دعوت اور دینی جدوجہد کے اندرونی محرکات کا مطالعہ کرنے کا سب سے مستند اور قابل وثوق ذریعہ ہے**'' مولانا موصوف کو اور انکی مبتدعہ جماعت کو لوگوں کے سمجھنے میں اور خاص طور پر علماء کرام کو اس کے متعلق جو مغالطہ رہا اس کی بڑی وجہ یہی تھی کہ ملفوظات ،مکتوبات اور جماعت کے متعلق تحریری مواد نہیں تھا یہ تمام معلومات مولانا موصوف کی وفات کے بعد منظر عام پر آئی۔اور اس لئے اس دور کے اکابرین میں سے تو کوئی، نہ جماعت میں شامل ہوا اور نہ کسی نے تائید کی بلکہ سمجھانے کی کوشش کی خود مولانا محمد الیاسؒ کو آخری دم تک یہ شکائت رہی کہ عالم حصہ نہیں لیتے ہیں۔جیسا کہ مولانا محمد منظورؒ سے فرمایا'' کچھ نہیں ہے بس تم ہی لوگوں کا بیمار ڈالا ہوا ہوں تمارا ہی ستایا ہوا ہوں تم آجاؤ دین کا کام کرنے لگو، انشاءاللہ اچھا ہو جاؤنگا'' قصّہ مختصر

مولانا نے میرے ہاتھ اس وقت چھوڑے جب میں نے وعدہ کرلیا‘‘ملفوظات صفحہ ۷۔اس ملفوظ سے تین امور بالکل واضح ہوجاتے ہیں کہ علماء کرام کی عدم شرکت کو اپنی بیماری کا سبب سمجھتے تھے اور یہ واضح ہے کہ یہ عدم شرکت مولانا محمد یوسفؒ اور مولانا انعام الحسن کے ابتدائی دور تک باقی رہی۔البتہ پندرویں صدی کے شروع میں دینی مدارس کی کثرت اور علماء کرام کی کثرت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے سادہ لوح اور کم فہم نئے فارغ شدہ اور کچھ بے روزگار علماء کرام کو حرص تحریص اور کچھ مالی فوائد کا لالچ دیکر اپنے جال میں پھانسنے میں ضرور کامیاب ہوگئے ہیں اور اس تخزبی جماعت نے ایک چال اور چلی کہ جہاں موقعہ ملا اہل حق کی مساجد پر قبضہ کرنا شروع کردیا اور کچھ مدرسے بھی بنالئے تاکہ دام میں گرفتار علماء کرام کو’’کام‘‘پر لگادیا جائے۔مساجد پر قبضہ اور مدرسہ کی تعمیر سے انکا یہ مقصد پورا ہوجائے کہ کہیں سے حق کی آواز نہ اٹھے اور انکو خام مال ملتا رہے۔

دوسری بات پر ذرا غور کریں مولانا محمد منظورؒ کو فرماتے ہیں’’ **تم آجاؤ اور دین کا کام کرنے لگو**‘‘ کیا مولانا محمد منظورؒ صاحب مولانا ظفر احمدؒ عثانی صاحب اور ابوالحسن علی میاںؒ ندوی دین کا کام نہیں کرتے تھے اور اسی طرح دوسرے اہل علم جو مولانا موصوف کی مخترعہ مبتدعہ جماعت میں شامل نہیں تھے وہ موصوف کے نزدیک دین کا کام نہیں کرتے تھے۔آج علماء کرام کو شکائت ہے کہ تبلیغی کارکن مدرسہ اور خانقاہ اور مقررین واعظیں کے کام کو دین کا کام نہیں سمجھتے جن مدارس میں فضائل اعمال پڑھی جاتی ہے وہاں یہ بسترہ بند جماعت کے افراد کہتے کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ فلاں مدرسہ میں بھی دین کا کام ہونے لگا ہے۔یہ قصور ان اَن پڑھ مبلغوں کا نہیں بلکہ یہ ذہن سازی مولانا محمد الیاسؒ کی اختراع ہے وہ اس خود ساختہ کام ہی کو دین کا کام سمجھتے تھے ایک خط میں تحریر فرماتے ہیں

اسلامی مخلوق کی آفات کی دفیعہ۔

’’میں جناب محمد ﷺ کی روح پاک کو اپنی اس سکیم کے زندہ ہوئے بغیر بے چین پارہا ہوں۔

اوراس وقت دنیا میں مذہب کی تازگی اورتمام دنیا کی اسلامی مخلوق کی بلاوں اورآفات کا دفیعہ مجھے کھلی آنکھوں سے اپنی اس تحریک کی تازگی میں منحصر نظر آرہا ہےاور کچھ اللہ جل جلالہ عم نوالہ کی طرف سے اس کی نصرت اور تائید کی کھلی آیات نظر آرہی ہیں اورامیدیں بہت اچھی کامیابی کی سرسبزیوں سے شاداب ہیں۔ میں اس امر مبادرت ومسابقت کرنے والوں کیلئے خوش نصیبی اورسعادت کا بہت ہی بڑا حصہ نمایاں دیکھ رہا ہوں لیکن کھلی رغبت کے ساتھ مبادرت ومسابقت کرنے والے بہت ہی کم ہیں'' (دینی دعوت صفحہ ۲۴۸)

گمراہی کا اکابر کا علم نہ ہوسکا۔

ایسے گمراہ کن نظریات کا آپکی زندگی میں اکابر کو علم نہ ہوسکا ورنہ علماء حق اسی وقت اپنی برات کا اعلان کردیتے۔اس مکتوب سے مولانا موصوف کی یہ گمراہی تو بالکل واضح ہوگئی کہ موصوف اپنی تحریک کے سوا کسی دینی شعبہ کی، مدارس کی اور کسی دینی ادارہ کی بالکل اہمیت نہیں۔آپ مولانا موصوف کی جہالت کا اندازہ لگائیں کس قدر وثوق سے لکھتے ہیں'' اوراس وقت دنیا میں مذہب کی تازگی اورتمام دنیا کی اسلامی مخلوق کی بلاؤں اورآفات کا دفیعہ مجھے کھلی آنکھوں سے اپنی اس تحریک کی تازگی میں منحصر نظر آرہا ہے'' ایسی گمراہ کن بات کون لکھ سکتا ہے وہی شخص لکھ سکتا ہے جس کو قرآن وحدیث اوراسلامی احکام کا علم نہ ہوا پنے بارے میں خواب وکشف کے خیال میں مدہوش ہو ورنہ ہوش وحواس میں انسان ایسی بات نہیں کرسکتا ہے اپنے متعلق ایک گمراہ کن دعویٰ ملاحظہ فرمایں'' یہ کام اس زمانے کے لئے کشتی نوح ہے جو اس میں آگیا وہ محفوظ ہوجاوئے گا۔اور جو اس سے جدا رہا اس کی حفاظت کی کوئی شکل نہیں'' (تبلیغی کا مقامی کام صفحہ ۴۶،۳۹۔ناشر مکتبہ دینیات رایئونڈ)

اس نظریہ کے متعلق علماء کرام کو علم ہی نہ ہوسکا کیونکہ علماء کرام کا مولانا محمد الیاسؒ کی اس تحریک سے کوئی تعلق نہیں تھا مولانا موصوف اس قسم کی جہالت کی باتیں اپنے اَن پڑھ میواتیوں سے کرتے اور اس تحریک کا کام زبانی کلامی ہوتا تھا نشر واشاعت کا کوئی انتظام نہیں تھا اور جب یہ جاہلانہ باتیں علماء کرام

کے علم میں آئیں تو علماء کرام نے مولانا موصوف کے متعلق حسن ظن رکھتے ہوئے یہ خیال کیا کہ یہ باتیں ذمہ داروں نے اختراع کی ہیں جیسے کے میرے مرشد شیخ استاذی مکرم محترم حضرت مولانا سلیم اللہ خانصاحب اطال اللہ عمرہ فرماتے ہیں ''لیکن بڑے افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ جولوگ دعوت وتبلیغ کے کام میں جڑے ہوئے ہیں انکا نکتہ نظر یہ ہے کہ جہاد والے خانقاہوں والے مدرسوں والے مذہبی و سیاسی جماعتوں والے سب فضول ہیں انہوں نے دین کو بہت نقصان پہنچایا ہے

کشتی نوح:۔

ان کے بعض ذمہ دار تو یہاں تک کہ دیتے ہیں کہ یہ جو دعوت وتبلیغ کا کام حضرت نوح کی کشتی ہے اس میں حضرت نوح کے ساتھ اہل ایمان داخل ہوگئے وہ محفوظ رہے اور جولوگ حضرت نوح کی کشتی میں سوار نہ ہوسکے وہ سب غرق اور برباد ہوگئے' یہ باتیں ذمہ دار لوگ کرتے ہیں پھر چھوٹے ان کی نقل کرتے ہیں یہ کس قدر جہالت کی بات ہے۔کئی لوگ جو ہاضمے کے کمزور ہوتے ہیں وہ اشاروں سے آگے صریح الفاظ میں بھی دوسروں پر تنقید کرتے ہیں یہ حال کس کا ہے؟ یہ حال دعوت وتبلیغ والوں کا ہے جو نہ مدارس کو اہمیت دینے کو تیار اور نہ جہاد وقتال کے زعما اور مجاہدین کو اہمیت دیدتے ہیں اور وہ نہ ہی سیاسی مذہبی جماعتوں کی ضرورت تسلیم کرنے کیلئے تیار بلکہ ان کا طرز عمل سب کی جڑیں کاٹنے پر دلالت کرتا ہے ''(بحوالہ بصیرت افروز کارگزایاں۔مولف حاجی حاکم علی۔بحوالہ صدائے وفاق اپریل ۲۰۰۶ صفحہ ۵۵۔)

سیدی حضرت مولانا سلیم اللہ خانصاحب مدظلہ العالی نے یہ ظاہر کیا ہے یہ جاہلانہ باتیں ذمہ دار لوگ کرتے ہیں حضرت اقدس کو یہ معلوم نہیں کہ یہ گمراہ کن اور جاہلانہ باتیں مولانا محمد الیاسؒ بانی جماعت کرتے تھے اسی عدم علم کی وجہ سے علماء کرام نے واضح طور پر اس گمراہ جماعت کی تردید نہیں کی حق گوئی علماء کرام کا شیوہ ہے اگر اکابر علماء کرام کے علم میں مولانا محمد الیاسؒ کے یہ خیالات آتے تو وہ حضرات یقیناً اپنی برات کا اظہار اور جماعت کی ضلالت کا اعلان کرتے موجودہ دور کے اکابریں مطالعہ اور تحقیق نہ

کرنے کی وجہ سے ابھی تک مولانا محمد الیاسؒ صاحب کے متعلق حسن ظن رکھتے ہیں اور خیال کرتے ہیں جماعت میں خرابیاں بعد میں پیدا ہوئی ہیں

(مکتوب) بعد معلوم ہوا کہ نہ صرف دعوت کے اصول وآداب اور اس کی روح وضوابط کے لحاظ سے بلکہ اپنے بلند مضامین اور دینی حقائق کے لحاظ سے بھی یہ ایک گرانقدر ذخیرہ ہے ان خطوط سے مولانا کے یقین واعتماد، قوت ایمانی، حمیت اسلامی دین کی فکرمندی، بے چینی وبیکلی، تعلق اللہ، دین کے فہم صحیح، مقاصد شریعت اور روح دین کی معرفت کا صحیح اندازہ ہوتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ ان خطوط کا لکھنے والا اپنے وقت کا عارف تھا۔ **''اور وہ دین کی جدوجہد اور ایک خاص نوع سے دین کے احیاء وتقویت کے لئے اپنے کو ماموراور ذمہ دار سمجھتا تھا''**۔ بعض احباب اور بررگوں نے اس مجموعہ کے اشاعت کی تحریک کی ان کی رائے میں **''اس سے اس سلسلہ کی تکمیل ہوتی ہے جو سوانح اور ملفوظات سے شروع ہوا ہے بلکہ یہ مجموعہ اس سلسلہ کی سب سے زیادہ قیمتی اور قابل اعتماد چیز ہے کیونکہ یہ براہ راست مولانا کے الفاظ اور تعبیرات ہیں اور ان مضامین اور صاحب مضامین کے درمیان کوئی واسطہ اور حجاب نہیں''**۔ خاکسار کو ان خطوط کی اشاعت میں بڑا تردّد تھا اور اسی کا نتیجہ ہے کہ یہ مجموعہ کئی برس کی تاخیر کے بعد شائع ہو رہا ہے بڑے تردّد کی چیز تو یہ تھی کہ اس مجموعہ کا سب سے بڑا حصہ اس نااہل کے نام ہے یہ خطوط اس دور میں لکھے گئے ہیں مولانا پر دعوت طرح واضح اور منقح ہوگئی تھے اور اس کا طبیعت پر سخت غلبہ تھا۔

مولانا محمد الیاس کی گمراہی کا سبب۔

مولانا محمد الیاس کی گمراہی کا سب سے بڑا سبب یہ تھا کہ **''وہ دین کی جدوجہد اور ایک خاص نوع سے دین کے احیا وتقویت کے لئے اپنے کو مامور اور ذمہ دار سمجھتا تھا''** خوابوں اور کشفوں پر ایمان اور یقین رکھنے والے شخص نے قران کریم کے اٹل احکامات کو بھلا دیا اور اپنی کم ہمتی اور جرات وشجاعت کے فقدان کی وجہ سے کامل مکمل دین پر عمل کرنے اور کامل دین کی دعوت دینے بجائے دین متین کا تیاپانچا

کر کے لنگڑے لولے دین کی دعوت شروع کی جس کی کل وسعت چھ باتیں ہیں مولانا محمد الیاسؒ صاحب اپنی کم علم اور ناقص فہم کی بنا پر یہ نہ سمجھ سکے کہ تکمیل دین کے بعد اس میں ترمیم و تنسیخ ناممکن ہے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے

یایھا الذین آمنوا ادخلوا فی السلم کافه ولاتتبعوا خطوات الشیطن انه لکم عدو مبین (۲۰۸ . ۲)

ترجمہ۔اے ایمان والو داخل ہو جاؤ اسلام میں پورے اور مت چلو قدموں پر شیطان کے بیشک وہ تمھارا صریح دشمن ہے

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں حضرت مولانا شیخ الہند محمود حسنؒ لکھتے ہیں:۔پہلی آیت مومن مخلص کی مدح فرمائی تھی جس سے نفاق کا ابطال منظور تھا اب فرماتے ہیں کہ اسلام کو پورا پورا قبول کرو یعنی ظاہر اور باطن اور عقیدہ اور عمل میں صرف احکام اسلام کا اتباع کرو یہ نہ ہو کہ اپنی عقل یا کسی دوسرے کے کہنے سے کوئی حکم تسلیم کرلو یا کوئی عمل کرنے لگو سو اس سے بدعت کا قلع قمع مقصود ہے کیونکہ بدعت کی حقیقت یہی ہے کہ کسی عقیدہ یا کسی عمل کو کسی وجہ سے مستحسن سمجھ کر اپنی طرف سے دین میں شمار کرلیا جائے مثلاً نماز اور روزہ جو کہ افضل عبادات ہیں اگر بدوں حکم شریعت کوئی اپنی طرف سے مقرر کرنے لگے جیسے عید گاہ میں عید کے دن نوافل کا پڑھنا یا ہزارہ روزہ رکھنا بدعت ہوگا۔خلاصہ ان آیات کا یہ ہوا کہ اخلاص کے ساتھ ایمان لاؤ اور بدعات سے بچتے رہو۔تفسیر عثمانی صفحہ ۴۰

حضرت مولانا اشرف علیؒ تھانوی اس آیت کے ضمن میں اپنی تفسیر بیان القرآن میں لکھتے ہیں آیت کی تفسیر ملاحظہ فرمانے سے معلوم ہوا ہوگا کہ بدعت پر کس درجہ ملامت و مذمت ورد وانکار فرمایا گیا ہے اور حدیثوں میں اس سے زیادہ صاف الفاظ میں سخت سخت وعید آئی ہیں اور واقع میں اگر غور سے کام لیا جاوئے تو بدعت ایسی ہی مذموم چیز ہونا چاہیے کیونکہ خلاصہ حقیقت بدعت کا غیر شریعت کو شریعت بنانا ہے

اور شریعت کا من اللہ ہونا ضرور اور لازم ہے تو یہ شخص ایسے امر کو جو من اللہ نہیں ہے اپنے اعتقاد میں من اللہ بناتا ہے اور دعویٰ سے من اللہ بناتا ہے جس کا حاصل اور مرجع افتراء اللہ اور ایک گونا ادعاء نبوت ہے سو اس عظیم و ثقیل ہونے میں کیا شبہ ہے یہ تو شناعت ہے اس کی حقیقت کے اعتبار سے اور آثار کے اعتبار سے ایک بڑی شناعت اس میں یہ ہے کہ اس سے توبہ کمتر نصیب ہوتی ہے کیونکہ جب وہ اس کو مستحسن سمجھ رہا ہے تو توبہ کیوں کرے گا البتہ اگر اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اس جہل سے نجات بخش دیں کہ اس کی نظر میں وہ استحسان مبدل باستھجان (کسی کو قبیح سمجھنا) ہو جاوئے تو اور بات ہے اور پھر توبہ سہل ہے افسوس اس بلاے بدعت میں بکثرت مبتلاء ہیں بہت سے ان میں عابد زاہد تارک دنیا بھی ہیں مگر برکات سنت سے محروم ہیں (جیسے مولانا محمد الیاسؒ اور انکی جماعت بدعت سیہ میں مبتلاء ہوگئی ہے۔مولف)

اسلام کو صرف عبادت تک منحصر کر دیا:۔

معارف القرآن میں اس آیت کے ضمن میں استاذی مکرم حضرت مفتی شفیع صاحبؒ ایک تنبیہ کے تحت لکھتے ہیں۔اس میں ان لوگوں کے لئے بڑی تنبیہ ہے جنھوں نے اسلام کو صرف مسجد اور عبادت کے ساتھ مخصوص کر رکھا ہے معاملات اور معاشرت کے احکام کو گویا دین کا جز ہی نہیں سمجھتے اصطلاحی دینداروں میں یہ غفلت عام ہے حقوق و معاملات اور خصوصا حقوق معاشرت سے بالکل بیگانہ ہیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان احکام کو وہ اسلام کے احکام ہی یقین نہیں کرتے نہ ان کے معلوم کرنے یا سیکھنے کا اہتمام کرتے ہیں نہ ان پر عمل کرنے کا نعوذ باللہ کم از کم مختصر رسالہ آداب معاشرت حضرت سیدی حکیم الامت کا ہر مسلمان مرد و عورت کو ضرور پڑھ لینا چاہیے۔(معارف القرآن جلد اول صفحہ ۴۹۹)

بدعت کی پہچان:۔

بدعت ایک پیچیدہ مسئلہ بن گیا ہے بدعت کی تعریف تو ہر عالم جانتا ہے لیکن اسکا اطلاق اور منطبق کرنا بڑی ٹیڑھی کھیر ہے ہر فرقہ بدعت کی مذمت کرتا ہے جو فرقہ سر سے پاؤں تک بدعات میں

دھنسا ہوا ہے اور بدعت کی دلدل میں غرق ہے وہ بھی بدعات کی مذمت کرتا ہے برائیاں بیان کرتا ہے لیکن اپنی بدعات کو حسنات شمار کرتا ہے مثلاً بندہ نے شیخ الحدیث مولانا محمد صدیق خیرالمدارس والے سے ایک بار کہا کہ آپکا مدرسہ آجکل بدعات میں بہت ملوث ہے تو حضرت نے فرمایا کیا ہمیں بدعت کی تعریف نہیں آتی ؟ بندہ نے کہا تعریف تو یقیناً آتی ہے لیکن اسکا اطلاق نہیں آتا مثلاً رائیونڈ والی بستر بند جماعت کی آپ حمائت کرتے ہیں جو بدعتی جماعت ہے اور دین کی (بقول سیدی مرشدی مولانا سلیم اللہ خانصاحب) جڑیں کاٹ رہی ہے۔لیکن اس کے باوجود آپ کو معلوم نہیں یہ جماعت بدعت میں مبتلاء ہے ۔بدعت کی اچھی پہچان کے لئے ''براھین قاطعہ'' حضرت مولانا خلیل احمد محدث سہارنپوری کی بہترین کتاب ہے اس کتاب کے متعلق حضرت اقدس مولانا رشید احمد گنگوہی نوراللہ ضریحہ فرماتے ہیں ''اگر کوئی شخص براھین کو اول سے آخر تک بتدبر دیکھے تو باب بدعات میں اسکو کوئی شبہ نہ ہو کیونکہ اس کے مولف نے اس باب میں سعی بلیغ کی ہے جزاہ اللہ خیرا'' تذکرہ الرشید جلد اول صفحہ ۱۳۵

دوسری کتاب بدعت کی حقیقت معلوم کرنے کے سلسلہ میں حضرت علامہ محمد اسمٰعیل شہیدؒ کی کتاب ''ایضاح الحق الصریح'' بڑی عمدہ کتاب ہے اس کتاب کا اردو ترجمہ ''بدعت کی حقیقت اور اس کے احکام'' (شائع کردہ قدیمی کتب خانہ) بھی بازار میں دستیاب ہے بدعت کی حقیقت نہ معلوم ہونے کا نتیجہ ہے کہ ایک دیوبند کا فارغ شدہ عالم بدعت کا موجد بن گیا اور ایک بدعتی جماعت تشکیل دیکر امت کو ایک فتنہ میں مبتلاء کر دیا اور اب یہ جماعت ایک مستقل فرقہ بن گئی امت مسلمہ کا ایک عضو معطل ہے امت کے دکھ درد میں شریک نہیں کسی فلاحی اصلاحی کام کی روادار نہیں اب تو اس جماعت کا ایک ہی مقصد معلوم ہوتا ہے جس پر بڑی تندہی سے گامزن ہے وہ یہ کہ باطل کے خلاف مزاحمت کا جذبہ ختم کرنا ۔ امر بالمعروف نہی عن المنکر سے اجتناب قرآن کریم کی تعلیم سے اعراض تا کہ کس جگہ سے حق کی صدا بلند نہ ہو اور سب لوگوں کو چلوں کے چکر میں ڈال کر گھوماتے رہیں۔

اہل علم کوئی ساتھ نہیں تھا:۔

''یہ مجموعہ اس سلسلہ کی سب سے زیادہ قیمتی اور قابل اعتماد چیز ہے کیونکہ یہ براہ راست مولانا محمد الیاسؒ کے الفاظ اور تعبیرات ہیں اور ان مضامین اور صاحب مضامین کے درمیان حجاب اور کوئی واسطہ نہیں۔'' ''یہ خطوط اس دور میں لکھے گئے تھے کہ مولانا پر دعوت پوری طرح واضح اور منقح ہوگئی تھے اور اس کا طبیعت پر سخت غلبہ تھا اس وقت اہل علم میں سے کوئی متوجہ نہیں ہوا تھا اور نہ مولانا کو کوئی ایسا شخص ملتا تھا جس سے وہ اپنے دل کی پوری بات تفصیل سے کہہ سکیں۔''

مولف مکاتیب حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی رحمتہ اللہ کی حضرت مولانا محمد الیاسؒ کے پاس آمد ورفت مولانا الیاسؒ کی وفات سے تین چار سال قبل شروع ہوئی تھی اس وقت کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مولانا علی میاں ندویؒ لکھتے ہیں اس وقت اہل علم میں سے کوئی متوجہ نہیں ہوا تھا اور یہ حالت مولانا محمد الیاسؒ اور مولانا محمد یوسفؒ کی وفات تک برقرار رہی اہل علم کے متوجہ نہ ہونے کی متعدد وجوہات تھیں لیکن سب سے اہم اور بڑی وجہ یہ تھی۔ کہ یہ طریق کار اسلاف اور اکابر علماء کرام دیوبند کے خلاف تھا۔ جس کا ذکر مولانا شیخ الحدیث مولانا زکریاؒ نے (بحوالہ حضرت مولانا عاشق الٰہیؒ مرٹھی جو حضرت اقدس مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے خلیفہ اور مفسر قرآن تھے) کیا ہے۔ دوسری وجہ مولانا محمد الیاسؒ دین کی جدوجہد اور ایک خاص نوع سے دین کے احیا وتقویت کے لئے اپنے کو ماموراور ذمہ دار سمجھے تھے جبکہ علماء کرام تکمیل دین تمکین دین اور تدوین دین کے بعد کسی نئے طریق کو بدعت سمجھتے تھے ختم نبوت اور انقطاع وحی کے بعد کوئی مامور من اللہ نہیں ہوتا اس لئے علماء کرام اس گمراہی میں شامل نہیں ہوئے بلکہ مولانا محمد الیاس کو سمجھانے کی بڑی کوشش کیں جس کا تحریری ثبوت اور گھر کی شہادت مولانا شیخ الحدیث زکریاؒ کی کتاب ''جماعت تبلیغ پر اعتراضات کا جوابات'' موجود ہے مولانا زکریاؒ صاحب نے ہزاروں خطوط کا ذکر کیا ہے ظاہر سی بات ہے اس دور کے اہل علم نے ایک ناجائز کام کو روکنے کی کوشش کی ورنہ جائز اور ضروری امور کو

کون منع کرتا ہے

دل کا راز:۔

قارئین کرام اور خاص طور پر علماء کرام اس جملہ پر غور کیجئے ''اور نہ مولانا کو کوئی ایسا شخص ملتا تھا جس سے وہ اپنے دل کی پوری بات تفصیل سے کہہ سکیں'' دین متین ایک واضح حقیقت ہے قرآن کریم ایک مفصّل اور مکمل کتاب ہے اس میں راز کی بات نہیں جو مولانا محمد الیاسؒ کو سمجھ میں آ گئی ہو اور دوسرے علماء کرام نہ سمجھ سکیں اسی دعوت وتبلیغ کے مفصّل احکام قرآن واحادیث میں موجود ہیں پھر مولانا محمد الیاسؒ کے دل کی کونسی بات تھی وہ کونسا راز، بھید تھا جو اپنے کارکنوں اور احباب سے بیان نہیں کر سکتے تھے چند نوجوان علماء کرام بھی مولانا کے پروگرام میں شامل ہو چکے تھے مثلاً مولانا احتشام الحسن، مولانا ظفر احمد عثمانی، مولانا محمد منظور نعمانی یہ حضرات صاحب علم تھے ان سے اپنے دل کی بات کیوں نہیں کہہ سکتے تھے میرے خیال میں مولانا کو ایسے فرد کی ضرورت تھی جو رازداری سے امت مسلمہ کے افراد سے جذبہ جہاد ختم کر سکے آخر کار مولانا اس مقصد میں کامیاب ہو گئے اور چند نام نہاد عالم بطور آلہ کار میسر آ گئے مولوی عبیداللہ بلیاوی، مولوی سید احمد خاں، وغیرہ ان اشخاص نے مولانا محمد الیاسؒ کے مشن کو رازداری سے آگے بڑھایا۔اور مولانا محمد یوسف صاحب جن کو اپنے والد ماجد محمد الیاسؒ کی تحریک سے برائے نام بھی تعلق نہیں تھا امیر جماعت بننے کے بعد جذبہ جہاد ختم کرنے میں قدم بقدم شریک ہو گئے سوانح یوسفی صفحہ ۳۰۰،۲۹۹ پر اسکا ثبوت موجود ہے بندہ ''انکشاف حقیقت'' میں تفصیل سے لکھ چکا ہے

(مکتوب) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بنام ابوالحسن علی

(۱)

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ، نامہ نامی طبیعت پر متقاضی ہوا کہ وہ مسرت کی طرف رخ کرے

اور خوشی کا حصہ لے لیکن **اب تک استقامت کا ناپید ہونا اور عزیمت کا عنقا ہونا اس مسرت کو ابھرنے نہیں دیتا(۱)۔**

مولانا المحترم! کوئی اندرونی متقاضی ہے کہ میں کچھ لکھوں، اور اپنی، ہیچ مدانی اور اپنی پراگندہ زبانی، کدورت خاطر اقدس کے ڈر سے کسی مضمون کے آغاز سے مانع ہے، اگر کوئی مضمون تحریر میں آجائے اور جناب کی موزونیت طبع اس میں بہترین معنیٰ نہ ڈال سکے تو اس کی عیب پوشی فرمادیں۔

(۱) خاکسار مکتوب الیہ (ابوالحسن علی) نے اپنے عریضہ میں لکھنو کے جوار میں تبلیغی کام کے آغاز کی اطلاع دی تھی اور استقامت و عزیمت کی کمی کی بھی ساتھ ساتھ شکایت کی تھی سطور بالا میں انھیں دونوں چیزوں کی طرف اشارہ ہے

امر بالمعروف کی تارک:۔

مکتوب بنام ابوالحسن علیؒ صاحب اس طویل خط میں مندرجہ ذیل نکات قابل توجہ اور لائق غور ہیں۔ ''لیکن اب تک استقامت کا ناپید ہونا اور عزیمت کا عنقا ہونا اس مسرت کو ابھرنے نہیں دیتا''۔ مولانا موصوف نے خود عزیمت کا طریق ترک کر کے رخصتوں پر عمل پیرا ہوئے جب خود صاحب عزیمت نہ ہو اوروں سے عزیمت امید رکھنا ایک عبث عمل ہے ترک عزیمت کا ثبوت حضور اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:۔"من رای منکم منکرا فليغيره بيده فان لم يستطع فبلسانه فان لم يستطع فبقلبه و ذلك اضعف الايمان او كماقال الصحيح المسلم"

کتاب الایمان جامع ترمذی جلد۱، ۲۸۶

اس جماعت کا وضع کردہ اساسی، بنیادی اصول یہ ہے کہ منکرات سے تعارض نہ کیا جائے جو عزیمت کے عین منافی ہے نیز امر بالمعروف اور نہی عن المنکر جماعت کے چھ نمبروں میں شامل نہیں اور اس کے متعلق باقاعدہ تفصیل موجود ہے مولانا انعام الحسنؒ کہتے ہیں کہ ہم نہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر

کرتے ہیں اور نہ ہم اس کے مکلّف ہیں۔(ماہنامہ البنوریہ حضرت جی نمبر)جو جماعت امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی تارک ہو وہ تبلیغی جماعت اور خیر امت کیسے ہوسکتی ہے قرآن حکیم میں امت کی امتیازی شان بتلائی گئی۔ کنتم خیرا امتہ اخرجت للناس تامرون بالمعروف و تنھو ن عن المنکر و تومنون باللہ

ترجمہ:۔تم ہو بہتر امت امتوں سے جو بھیجی گئی عالم میں۔حکم کرتے ہو اچھے کاموں کا اور منع کرتے ہو برے کاموں سے اور ایمان لاتے ہو اللہ پر۔

اس جماعت کے عام کارکنوں کا تو ذکر ہی کیا اس جماعت میں شامل علماء کرام بھی امر بالمعر وف اور نہی عن المنکر کے مفہوم اور مطلب سے ناواقف ہیں یا دانستہ طور پر غلط مطلب بیان کرتے ہیں اوراس جماعت کے کام کو اس آیت کا مصداق بتلاتے ہیں۔مولانا محمد عمر پالنپوری کہتے ہیں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا بہتریں طریقہ اخلاق اور محبت کے ساتھ میل جول رکھنا ہے اخلاق کا بے انتہا دباؤ ہوتا ہے(سوانح مولانا محمد عمر پالن پوری صفحہ ۱۹۱)منکرات کے متعلق خود بانی جماعت مولانا محمد الیاسؒ کا باطل نظریہ صریحا نصوص کے خلاف ہے۔ابوالحسن علی ندویؒ لکھتے ہیں''مولانا کے نزدیک صحیح طریقہ یہ تھا کہ ان منکرات سے بحالات موجودہ براہ راست تعرض نہ کیا جائے بلکہ ایمانی شعور اور دینی احساس بیدار کیا جائے اور معروفات کی تکثیر و ترویج کی جائے مولانا(محمد الیاسؒ)مقامی و جزئی اصلاح کی قائل نہ تھے وہ فرماتے تھے کہ دور سے فضا بدلتے ہوئے اور معروفات پھیلاتے ہوئے آؤ یہ منکرات آپ اپنی جگہ پر بغیر کسی جھگڑے کے مضمحل ہو جائیں گے۔معروفات کو جتنا فروغ ہوگا منکرات کو زوال''(دینی دعوت صفحہ ۲۵۱)

نہی عن المنکر سے اعراض:۔

مولانا موصوف کا یہ خیال عقل اور نقل کے خلاف ہے مولانا محمد الیاس کے خیال کی بنیاد پر تبلیغی

مقررین ایک بڑی پر فریب مغالطہ انگیز مثال بیاں کرتے رہتے ہیں کہ تاریکی، اندھیرا کے خلاف ڈنڈا لیکر اندھیرے کے پیچھے پڑنے سے اندھیرہ ختم نہیں ہوگا، بلکہ ایک موم بتی یا چراغ جلادو اندھیرہ خود بخود بھاگ جائیگا بادی نظر میں مثال ٹھیک نظر آتی ہے لیکن ان عقل کے اندھوں کو یہ معلوم نہیں کہ یہ مثال وہاں درست ہے جہاں چراغ کے بجھانے سے حفاظت موجود ہو کیا جہاں اندھی کے جھکڑ چل رہے ہوں تاریکی اور ظلمات کا طوفان برپا ہو وہاں ایک موم بتی اور چراغ کیا کریگا۔ برے اور گندے معاشرے میں نیکی پھل پھول نہیں سکتی ہے صاف ستھرے مکان میں خوشبو کا ایک قطرہ ماحول کو معطر کر دیگا اسکے برعکس گندگی کے ڈھیر پہ ایک بوتل عطر کی چھڑکنے سے بھی کچھ فرق نہ پڑے گا بلکہ عطر ضائع ہوگیا یہی مثال نیکیوں کی ہے اچھی خوراک تندرست جسم کیلئے مفید ہے بیمار جسم جسکا معدہ خراب ہوا چھی غذا ضائع بلکہ نقصان دہ ہوسکتی ہے یہ ایک ایسا واقعی اور بدیہی امر ہے سوا تبلیغی احمقوں کے ہر سوجھ بوجھ والا انسان اس بات کو تسلیم کرے گا اور اسلام کا تو مزاج ہی یہی ہے اسلام کا تو کلمہ ہی باطل الہ کی نفی مقدم ہے۔

(مکتوب)من ستر مسلمتاستره الله یوم القیامته من رای عورة فسترها کان کمن احیا موؤ دة کمانی ابی داود۔

حضرت مولانا المحترم! آدمی کو اپنے وجود میں جو نسبت حق تعالیٰ کے وجود سے ہے، خواہ وہ ذات میں ہو یا صفات میں ہو، یا دیگر عطیات میں ہو ظاہر ہے کہ اس کے یہاں کے مقابلہ میں جو کچھ اس کے پاس ہو جائے کچھ بھی نہیں اور یہ بھی ظاہر ہے کہ جو کچھ اس کو عطا ہوا ہے اور بھی باعتبار اس کی اپنی اصلی حالت کے جو کہ منی ہے وہی ضعف اور گندگی اللہ کے قبضہ اور طہارت کے مقابلہ میں ہر وقت باقی ہے اور استحقاق کے بہت ہی کچھ اور بہت زیادہ ہے سو اگر اپنی کوشش اور سعی میں دونوں حالتوں کی ہم وزن رعایت کرتے ہوئے اللہ کی راہ میں جہاد اور کوشش جاری رکھے تو یہ ضعیف انسان جس قدر ترقی پا سکتا ہے وہاں تک کوئی تقریر یا تحریر یا کسی ذکی الطبع انسان کی روحانیت پرواز نہیں کر سکتی انسان کی محرومی و ناکامیابی و

خبیث وخسران کا باعث ان دونوں حالتوں کی مناسبات کی عدم رعایت ہے، یا یہ کہ حق تعالیٰ کے خزانہ میں دہش کی جتنی گنجائش ہے اس کے مناسب مزید طلب اور اس کے مناسب جہد نہیں کرتا، بلکہ جو کچھ اس کو مل چکا ہے اس پر اسی طرح بس کرتا ہے، جیسے خدا کے خزانے میں اور کچھ نہ رہا ہو اور کبھی آگے کی کوشش اب تک دئے ہوئے کے شکر سے خالی ہوتی ہے اور جو چیزیں اس کو حاصل نہیں ہیں ان کی حرص، بلا استحقاق، عطیات سابقہ کے

اصلی جہاد:۔

''سو اگر اپنی کوشش اور سعی میں دونوں حالتوں کی ہم وزن رعایت کرتے ہوئے اللہ کی راہ میں جہاد اور کوشش جاری رکھے تو یہ ضعیف انسان جس قدر ترقی پا سکتا ہے وہاں تک کوئی تقریر یا تحریر یا کسی ذکی الطبع انسان کی روحانیت پرواز نہیں کر سکتی''

مولانا محمد الیاسؒ کا اپنے متحدثہ طریقہ کو جہاد قرار دینا۔

مولانا موصوف نے اپنے طریقہ کو اصلی جہاد فی سبیل اللہ قرار دیا اور جہاد ہی کے فضائل بیاں کر کے عوام کو گمراہ کیا جو بعد ازاں ترک جہاد اور مخالفت جہاد جماعت کا طغریٰ امتیاز (ماٹو) بن گیا۔ اصل گمراہی اور راہ سنت سے بھٹکنے کی جڑ یہی ہے کہ لفظ جہاد کے معنی میں عموم پیدا کر کے اپنے خود ساختہ طریق کار کو اصلی جہاد قرار دیکر وہ تمام فضائل جو جہاد بالسیف اور قتال فی سبیل اللہ کے متعلق قرآن واحادیث میں ذکر کئے گئے ہیں انکا مصداق اس بے روح عمل اور احمقانہ طریقہ کو سمجھ لیا گیا ہے ان فضائل کا اطلاق اس جماعت پر کیسے ہوسکتا ہے جس کے متعلق جائز اور ناجائز ہونے پر اشکال ہو بدعت اور بدعت نہ ہونے پر کلام ہو بھلا اس پر منصوص جہاد اور قتال کے فضائل کے اطلاق کیسے ممکن ہے؟ عقیدت، عدم تحقیق وتفتش اور علماء حق سے نسبت اور تعلق کی بنا پر ایک بدعت اور احمقانہ طریقہ کو تبلیغ تسلیم کر لیا گیا اور اس جھوٹ اور فریب کی طرف توجہ مبذول نہیں کی جو صبح وشام مسجد میں اور ممبر پر بولتے ہیں۔

یہ دین پر عمل کرنا نہیں :۔

دین کی چند جزیات پر عمل کرنا اور انہی کا پرچار کرنا اور انکو کامل مکمل دین، نبیوں اور صحابہؓ والا کام امت کی تمام خرابیوں کا علاج حضور اکرم ﷺ کے درد کا مرہم تمام فتنوں کا علاج، حقیقی ایمان کا ذائقہ، تمام بلاؤں کا دفیعہ اور رحمت باری کا نزول، امداد خداوندی، نصرت الٰہی سب کچھ مولانا محمد الیاسؒ صاحب کے نزدیک یہی کام اور مولانا کے نزدیک اس کام کو کرنے والا پچاس صحابہ کرامؓ کے برابر ثواب واجر ملنے کا مستحق سو شہیدوں کے برابر درجہ اور اس راستہ میں کسی کی مالی مدد کی تو ستر ہزار گنا ثواب اور مفتی محمود الحسن گنگوہیؒ کے نزدیک سات لاکھ اور دعوت وتبلیغ کے حضرت جی ثالث مولانا انعام الحسنؒ کے نزدیک انچاس کروڑ ایک سہل الحصول بلکہ تفریحی سفر یا آجکل کی عام زبان میں پکنک پر اجر وثواب کی یہ فراوانی بیاں کی جاوے تو عوام کالانعام کی بھیڑ کیسے نہ ہوگی یہ اجر وثواب اور دونوں جہانوں کی کامیابی کا مژدہ سن کر کم فہم عالم اور سادہ لوح عوام انکے چکر میں آکر رہیٹ کے اونٹ کی طرح آنکھوں پر جہالت کا چشمہ لگا کر تمام زندگی اسی چکر میں گھومتے رہتے ہیں تبلیغی کارکن اور ان انکے علماء کرام عموما عوام کو یہ کہہ کر دھوکا فریب دیتے ہیں کہ یہ نبیوں والا کام ہے یہ صریحا جھوٹ اور مغالطہ دہی ہے اس لئے کہ تمام انبیاء علیہم السلام کی اس وقت کے حکمرانوں اور صاحب اقتدار لوگوں نے مخالفت کی اور جہاں تک ہوسکا ایذا رسانی میں کوئی کسر نہیں چھوڑی بلکہ بعض نبیوں کو قتل تک کر دیا اور ھادی سبل خاتم رسل کی سیرت سے تو قریبا ہر مسلمان واقف ہے کہ آپ کے ساتھ اور آپکے اصحاب کے ساتھ قریش نے کیا سلوک کیا طوائف کے سرداروں نے رحمۃ اللعالمین ﷺ کے ساتھ کیا برتاؤ کیا اس کے برعکس ان پشتارہ والے مسافروں کی ہر ملک میں آؤ بھگت ہے کوئی کافران کا دشمن نہیں حتی کہ انڈیا کا مسلمانوں کا کٹر دشمن بال ٹھاکرے اور اسکی جماعت بھی اس جماعت کی حمائتی ہے اس بات سے اندازہ لگا سکتے ہیں نبیوں والے کام اور پشتارہ والے کے کام میں کیا نسبت ہے؟

(مکتوب)شکر سے مانع ہوتی ہے حاصل شدہ کی شکایت رہ جاتی ہے، حق تعالیٰ کے یہاں شکایت مبغوض ہے اور طلب محمود۔ بہرحال میری معروض یہ تھی کہ یہ تبلیغ جو کچھ بھی آپ فرمارہے ہیں اس کے لئے کچھ ارکان اور کچھ شرائط ہیں جس قدران کی رعایتیں صحیح ہوں گی (جس کے اہم وہی دو جز ہیں جو پہلے عرض کر چکا ۱۱(یعنی اپنے وجود اور اللہ تعالیٰ کے عطایا کی مجموعی رعایت اور مراقبہ)) تو اس میں اس قدر خدا کی خدائی کا تماشا دیکھیں گے کہ پس ان کا کیا ذکر کیا جائے''**<u>جواب تک میرے ذہن میں دین میں کمی کا باعث ہے وہ ایک ظاہر کے متعلق ہے اور ایک باطن کے متعلق ہے۔ ظاہر کے متعلق یہ ہے کہ جماعتیں بنا کر دین کی باتوں کے متعلق نکلنا چھوڑ دیا حالانکہ یہی بنیادی اصل تھی۔ حضور اکرم ﷺ خود پھرا کرتے تھے اور جس نے ہاتھ میں ہاتھ دے دیا وہ بھی مجنونانہ پھرا کرتا تھا مکہ کے زمانہ میں مسلمین کی تعداد افراد کے درجہ میں تھی تو ہر ہر فرد مسلم ہونے کے بعد بطور فردیت وشخصیت کے منفرداً دوسروں پر عرض حق میں کوشش کرتا رہا، مدینہ میں مجتمعانہ ومتحدنانہ زندگی تھی وہاں پہنچتے ہی آپ نے ہر چہار طرف جماعتیں روانہ کرنی شروع کردیں، سواس کا چھوٹ جانا جسم، مذہب کا چلا جانا ہے۔</u>**

الکمته حق اریدبه الباطل :۔

ایسے ہی موقعہ پر کہا جاتا ہے انساں کی عجیب حالت ہے کہ جب کسی سے عقیدت کا تعلق ہو جائے تو اس کی بالکل غلط بات اور باطل نظریہ پر بھی غور وخوض نہیں کیا جاتا ہے بلاسوچ وبچار کئے اس کو قبول کرلیا جاتا ہے اور جب ایک غلط رسم بدعت جاری ہو جاوئے تو پھر عوام کیا علماء کرام بھی توجہ نہیں فرماتے اب مولانا موصوف کے بیاں سے اندازہ کریں کتنی غلط تشریح کی ہے حضور اکرم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم کی تبلیغ کی جس کو ذرا بھی دین سے واقفیت ہے وہ جانتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ مکہ میں قریش مشرکین کو دعوت ایمان دیتے اور صحابہ کرامؓ کفار کو دعوت ایمان دیتے تھے اور مسلمان حضور اکرم ﷺ سے تعلیم حاصل کرتے تھے اور مدینہ منورہ میں آپ ﷺ جماعتیں نہیں لشکر دعوت کیلئے کفار کے پاس

بھیجتے تھے مولانا موصوف اور آپکی گمراہ جماعت لشکر کو جماعت اور قتال کو دین کی محنت یا دین کیلئے جہد بولتے ہیں جس طرح موصوف نے اس پیرا میں یہ تاثر دیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ اور صحابہ اس بدعتی جماعت کے گشت یا چلہ کی جماعت کی طرح پھرتے تھے اور بعد میں یہ کام چھوٹ گیا جسکو موصوف دوبارہ شروع کرنا چاہتے ہیں

جھوٹ پر حق کی ملع سازی:۔

حالانکہ مسلمانوں میں علماء کرام وعظ و نصیحت کرتے ہی رہے ہیں اور کرتے ہیں اصل چیز جو چھوٹ گئی اور جس کی وجہ سے امت پر زوال آیا وہ جہاد و قتال فی سبیل اللہ ہے ترک جہاد کی وجہ سے آج مسلمان کثرت کے باوجود بے حیثیت اور بے مقدور ہیں دنیا میں کسی گنتی میں شمار نہیں اب مسلمانوں پر کفار یا کفار کے گماشتے حکمران ہیں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کس کے لئے پھرتے تھے کیا مسلمانوں کے پاس جاتے تھے کتنا بڑا دھوکہ اور فریب ہے حضور اکرم ﷺ صحابہ کرامؓ کی تبلیغ کا نام لیکر اپنے خودساختہ طریق کارکوان بابرکت اصحاب کے کام کے مثل بتلائے سب سے بڑی ضلالت اور گمراہی کی جڑ یہی کہ جھوٹ پر حق کی ملع سازی اور بدعت کو سنت کا لبادہ پہنا کر جھوٹ اور بدعت کو فروغ دیا جا رہا ہے۔ بانی جماعت کے نزدیک اس خودساختہ تبلیغ کی اہمیت کا اندازہ اس قول سے لگایا جاسکتا ہے" بانی جماعت اپنے رفقاء حج سے یہ کہتے بلکہ تاکید کرتے کہ عمرہ اور عبادات سے زیادہ تبلیغ کا اہتمام کریں اس زمانہ (یعنی حج) اور اس مقام مقدس میں بالخصوص اس تبلیغ سے افضل کوئی عبادت اور عمل نہیں۔

(حوالہ محمد الیاسؒ کی دینی دعوت صفحہ ۹۸۔)

کسی عمل کا دوسرے عمل سے افضل ہونا اور عبادات کی درجہ بندی کرنا اللہ تعالیٰ جل شانہ اور رسول اللہ ﷺ کا حق ہے یہ حق کسی عالم یا مفتی کا نہیں عالم اور مفتی تو صرف قرآن و احادیث سے کسی عمل کی فضیلت بیان کر سکتے ہیں اور ظاہر نصوص میں حج کے زمانے میں عمرہ طواف، بیت اللہ اور مسجد حرام میں نماز

کی جو فضیلت احادیث مبارکہ سے ثابت ہے ان کو چھوڑ کر ایک خود ساختہ طریق میں لوگوں کو مشغول کرنا جو اس مقام مقدس کے علاوہ اور زمانہ میں تمام سال کیا جاسکتا ہے یہ غلو فی الدین ہے طواف، عمرہ اور بیت اللہ کے سامنے اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز ہونا یہ صرف اور صرف بیت اللہ ہی میں میسر آسکتا ہے دینا کے کسی مقام پر نہ طواف کیا جاسکتا ہے نہ عمرہ کیا جاسکتا ہے اور نہ نماز کی فضیلت کسی اور مقام کو حاصل ہے جبکہ یہ چلے اور گشت ہر ملک میں تمام سال کئے جاسکتے ہیں پھر کیا وجہ تھی کہ مولانا موصوف اپنے رفقاء حج کو عمرہ اور طواف ترک کروا کر اپنے خود ساختہ بدعت میں مصروف رکھنا چاہتے تھے۔

مامور ہونے کا مغالطہ:۔

اصل وجہ یہ تھی کہ مولانا موصوف کو اپنے متعلق مغالطہ ہو گیا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس کام پر مامور کیا ہے اور اس کام کے اصول خواب میں منکشف ہوئے ہیں اور خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے اسی لئے آپ کہتے تھے ’’یہ کام اس زمانے کے انسانوں کیلئے کشتی نوح ہے جو اس میں آ گیا وہ محفوظ ہو گیا۔ اور جو اس سے جدا رہا اسکی حفاظت کی کوئی ذمہ داری نہیں۔‘‘ اتنا بڑا دعویٰ کیا ایک عالم ربانی کرسکتا ہے؟ ہر گز نہیں ایسے دعویٰ ہمیشہ وہی لوگ کرتے ہیں جنہیں علم میں رسوخ حاصل نہیں ہوتا فہم وفراست کی کمی اور عقل نارسا کی وجہ سے الہام، کشف اور پراگندہ خوابوں کی وجہ سے اپنے متعلق غلط فہمی کا شکار ہو جاتے ہیں اور یہ نہیں سوچتے الہام، کشف اور خواب کی کوئی شرعی حیثیت نہیں اس اصول شریعت کو بھلا کر انکو وحی کی طرح قطعی سمجھ لیا جاتا ہے اور کام محنت اور مشقت کی وجہ سے چل پڑتا ہے تو مغالطے بڑھتے جاتے ہیں اور یہ کچھ مولانا محمد الیاسؒ صاحب کے ساتھ ہوا۔ کام انکی توقع سے زیادہ چل نکلا۔ تو پھر مولانا صاحب کو امت کی کامیابی تمام خرابیوں کا علاج مسلمانوں کی دونوں جہانوں میں کامرانی صرف اور صرف اپنی سکیم میں منحصر نظر آنے لگی اسی وجہ سے دین کے تمام دیگر شعبے اور تمام دینی ادارے آپکی نظر میں ہیچ ہو گئے اور صرف یہی کام سب کے لئے ضروری قرار پایا جس کا جابجا آپ نے اظہار کیا ہے۔

(مکتوب) من رای منکم منکرا فلیغیره بیده فان لم یستطع فبلسانه فان لم یستطع فبقلبه و ذلک اضعف الایمان او کماقال مکرر **آں کہ اس تبلیغ کا اب تک چھوٹا رہنا بے وجہ نہ تھا لطیف امور کی رعایت ضروری ہے، انکسار قلب اور بندش راہ پیش آنے سے پہلے ان کی رعایت کے لئے طبیعت کا انداز سے آمادہ ہونا طبیعت کا قابل احساس ہونا بڑا دشوار ہے**

احباب کی خدمت میں اسلام مسنون۔ فقط والسلام

بندہ محمد الیاس عفرلہ،

بقلم انعام الحسن کاندھلوی مارچ ۱۹۴۰ء

(۲)

نظام الدین

۷ اپریل ۱۹۴۰ء

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔اس سے پہلے گرامی نامہ عالی شرف

غلط دعوے:۔

"**مکرر آں کہ اس تبلیغ کا اب تک چھوٹا رہنا بے وجہ نہ تھا۔۔۔۔**"اس جملہ میں مولانا موصوف نے دو غلط اور جھوٹ پر مبنی دعوے کر دیئے ہیں اللہ تعالیٰ رحم فرمائے مولانا اپنے خودساختہ کام میں اتنے مغلوب الحال ہوگئے کہ حق اور باطل سچ اور جھوٹ کی تمیز بھی نہ رہی۔ پہلا غلط دعویٰ اب تک تبلیغ کا چھوٹنا یہ غلط ہے جس کام کو مولانا تبلیغ کہتے ہیں کہ مسلمانوں کو احکام تبلیغ کی جائے۔ یہ کام مسلسل ہوتا رہا ہے تمام مدارس تمام خطیب تمام واعظین مقررین اور تمام صحیح مرشدین یہ کام کرتے ہیں اور کرتے رہے ہیں یہ الگ بات ہے کہ کوئی امر واقعہ کا اپنی ناقص علم کی وجہ سے انکار کردے اس کے علاوہ تحریری طور پر بہت سے رسائل ہفت روزہ ماہانہ تبلیغ کا کام سرانجام دے رہے ہیں خاص طور حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی

تھانویؒ جب تک سفر کے متحمل رہے آپ واعظ فرماتے رہے اور آپکے مواعظ حسنہ اتنے مقبول تھے اسی وقت نقل کئے جاتے تھے اور پھر نشر کئے جاتے دوتین رسالے نکلتے ماہ نامہ نور، ماہ نامہ تبلیغ وغیرہ رسائل کے علاوہ علماء کرام کتابیں لکھتے تھے حضرت حکیم الامت کے مواعظ بتیس جلدوں میں چھپ چکے ہیں اور آپکے ملفوظات ۳۰ جلدوں میں ۔لیکن عربی میں ایک محاورہ ہے الناس اعداء لما جھلوا۔انسان اس کا دشمن ہوتا ہے جونہیں جانتا۔ بدقسمتی سے مولانا کو نہ تقریر میں مہارت تھی اور نہ تحریر کی مشق اس لئے مولانا اکثر ان دو چیزوں کی مذمت کرتے رہتے تھے۔ یہ سب کام جو اکابر کررہے تھے تبلیغ نہیں تھی؟ آج علماء کرام کو شکائت ہے کی ''تبلیغی'' کارکن اپنے کام کے علاوہ دین کے کسی شعبہ کو دین کا کام ماننے کو تیار نہیں ۔علماء کرام کو اس بات کا علم نہیں کہ جب بانی جماعت کے نزدیک ان تمام شعبوں کی اہمیت نہیں تھی تو کارکنو ں کا کیا قصور؟ دوسرا غلط دعویٰ ''اس تبلیغ کا اب تک چھوٹا رہنا بے وجہ نہ تھا'' گویا اللہ تعالیٰ کو مولانا کے پیدا ہونے کا انتظار تھا کہ ایسے لطیف امور کی رعائت کرنے والا منکسر قلب پیدا ہو تو اسکو اس کام پر مامور کریں جب مولانا ہمہ صفت موصوف ظہور پذیر ہوئے تو آپ سے کہا گیا ''تم سے ہم کام لیں گے'' اسی خواب و خیال میں مدہوش ہو کر امت کو ایک فتنہ میں مبتلاء کرکے چلے گئے۔اب ہر باخبر شخص اس بات کا مشاہدہ کر سکتا ہے کہ اس جماعت نے لاکھوں نوجوانوں کو جہاد فی سبیل اللہ اور درس قرآن اور منکرات کو بزور بازو روکنے کی اہمیت کا جذبہ مٹا دیا ہے جماعت کی یہ برائیاں ایسی نہیں کہ ان سے صرف نظر کیا جا سکے۔

(مکتوب) از نظام الدین

۱۷ اپریل ۱۹۴۰ء

اسلام وعلیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔اس سے پہلے کرامی نامہ عالی شرف **<u>''صدور لاکر بہت دنوں تک</u>** **<u>اپنے لئے وسیلہ آخرت سمجھتے ہوئے اس کی حفاظت کرتا رہا اور مکرر سہ کرر اپنی آنکھوں اور دل کو تسلی دیتا رہا</u>** **<u>اس کے متعلق مجھے مضمون بھی اچھے خاصے کافی لکھنے تھے اور مضمون کے کافی ہونے ہی نے دیر لگائی میں</u>**

خود لکھ نہیں سکتا اور مافی الضمیر کی ادائیگی کے قابل لکھنے والا ہر وقت ملتا نہیں، مستقل خط وکتابت کا میرے پاس کوئی نظم نہیں۔ آخرکار اب دس پندرہ دن سے دکھلوار ہا ہوں، وہ خط اس زمانہ کی راہ رشد کر طرح ایسا گم ہوا کہ پتہ ہی نہیں چلتا اور مجھے بالا جمال بھی اس کا مضمون ذہن میں نہیں کہ میں اپنی یاد سے کچھ اس پر لکھ دوں مگر یہ بندہ ناچیز اس کے لئے بے ارادہ گم ہو جانے کو من جانب اللہ سمجھتا ہے کیونکہ اس میں شک نہیں کہ اس وقت وبائی مرض جو عمومی ہے وہ قول تقریرا یا تحریرا کی مقدار سے زیادتی ے اور وباء عام جو ہوتی ہے اس سے کوئی خالی نہیں ہوتا وہ زہریلا مادہ کم وبیش ہر ایک میں ہوتا ہے اللہ نے اپنی رحمت سے اس محفوظ فرمایا۔ اللہ جل جلالہ عم نوالہ کی سنت ازلیہ میں (جو نا قابل تبدیل اور غیر لائق تحویل ہے) ہدایت جہد کے ساتھ وابستہ ہے سو جہد کرتے کرتے جو چیز خود طبیعت پر منکشف ہو وہ طبیعت کی منشرح کرنے والی حقیقت''

مولانا کی یادداشت اور ذہنی حالت:۔

قارئین کرام خصوصا علماء کرام خط کشیدہ پیرا بار بار پڑھیں کہ مولانا اس گرامی نامہ کو جس کو وسیلہ آخرت سمجھتے تھے جس کو مکرر سہ کرر پڑھا جواب دینے کیلئے مضموں بھی سوچ لئے اور بہت دنوں تک حفاظت کی پھر گم ہو گیا۔ گم ہونا تو کوئی بڑی بات نہیں لیکن اتنا اہم گرامی نام جس کو وسیلہ سمجھا اور بار بار پڑھا پھر یہ بھی یاد نہیں رہا خط میں کیا تھا اور جواب میں مضمون سوچے تھے جو لکھنے تھے ''مجھے بالا جمال بھی اسکا مضمون ذہن میں نہیں کہ اپنی یاد سے کچھ اس پر لکھ دوں مولانا لکھنے سے معذور تھے قرآن کا حکم ''علم بالقلم'' فرموش کر دیا تھا۔ پھر یادداشت ختم ہوگئی تو کیا مضائقہ اپنی غفلت سے گرامی نامہ گم کیا اور اللہ تعالیٰ پر الزام رکھ دیا کہ من جانب اللہ سمجھتا ہے عجب تماشہ جناب والا کو نہ تقریر کرنا آتی تھی نہ تحریر لکھنا آتی تھی ان خوبیوں سے محرومی پر غصہ نکالتے ہوئے لکھتے ہیں ''وہ قول تقریرا یا تحریرا کی مقدار سے زیادتی ہے وباء عام ہے'' مزید اس میں بھی عجیب تر مولانا موصوف کا اصول وضابطہ ملاحظہ فرمائیں لکھتے ہیں ''اللہ جل

جلالہ عم نوالہ کی سنت ازلیہ میں (جونا قابل تبدیل اورغیر لائق تحویل ہے) الی اخیرہ"

(مکتوب) "علم کو کھولنے والی طمانیت حقیقیہ اور ذوق ایمان کا ذائقہ چکھانیوالی اور دل و دماغ کو کسی نا قابل اظہار کیفیت سے متکیف اور حقیقت آشنا کرنیوالی بات ہے اور جو سچی اور واقعی بات بلا جہد محض تقریر اور تحریر سے پیدا ہوئی ہو وہ محض زعم کا پیدا کرنے والا مضمون اور حقیقت کا حجاب (جس کو بزرگوں نے "العلم الحجاب الاکبر" لکھا ہے) راہ مولا میں ایک سد سکندری ہے تو شاید وہ تحریر ایسی ہی ہوتی، بلا ارادہ جو چیز" مولیٰ کی طرف سے پیش آئے وہ ہماری صوابدید کے خلاف ہوتو ہو کرے قطعاوہی ٹھیک ہے بہر حال اس وقت اس گرامی نامہ کے متعلق کوئی مضمون ذہن میں نہیں جو لکھوں، البتہ اتنا ذہن میں ہے کہ کچھ مضامین تھے ضرور خیر الخیر فی ماوقع" بہر حال اس وقت مجھے ان چند امور کے بارہ میں لکھنا ہے جے پور کا سفر آپ کا موجودہ گرامی نامہ الندوہ کے متعلق جو کو اس وقت تلاش کرایا مگر نہ ملا اپنی یاد سے کچھ لکھوانا اس وقت ایک سفر درپیش ہے کچھ اس کے متعلق میوات کے موجودہ جذبات کی کیفیت کو منکشف کرتے ہوئے اس میں دعا اور توجہ اور ہمت اور مشورہ کی درخواست جے پور کا سفر اس سفر میں (جیسا کہ عادات الہیہ ہمیشہ سے اس سفر کے اٹھنے پر جاری ہیں) اندرونی حالت تو یہ رہی جو تحریر اور تقریر میں نہیں آسکتی کہ اپنی حیثیت اپنی طاقت اور اپنی اہلیت سے بالکل الگ شریعت طریقت حقیقت گویا آنکھوں کے سامنے تھیں۔

مولانا موصوف نے علم کو منحصر کردیا:۔

ہدایت جہد کے ساتھ وابستہ ہے اور علم کو کشف اور نا قابل اظہار کیفیت سے مشروط کر دیا مولانا کا یہ مفروضہ قرآن کریم کی کئی آیایت کے خلاف ہے سورۃ بقرہ کا اول رکوع میں چند ایمانی صفات بیان کر کے فرماتے ہیں "(۱) اولئک علی ھدی من ربھم اولئک ھم المفلحون (۲) ومن

یعتصم با للہ فقد ھدی الی صراط مستقیم (۳) ھذا بیان للناس و ھدی و موعظة للمتقین (۴) و ان اللہ لھاد الذین امنو ا الی صراط مستقیم . ‘‘ مولانا صاحب اپنے خیالات میں اتنے محو ہوتے ہیں یہ معلوم نہیں کیا لکھ رہا ہوں ذرا مولانا صاحب جملہ ملاحظہ فرمائیں ’’ہدایت جہد کے ساتھ وابستہ ہے‘‘ کیا ہدایت کے بغیر جہد کی کوئی قدر و قیمت ہے ہدایت مقدم ہے بلا ہدایت جہد لا حاصل ہے کیا ہندو جوگی جہد نہیں کرتے کیا انکو کشف نہیں ہوتا کیا انکو اپنے عقیدہ پر یقین نہیں ہوتا جہد بلا ہدایت صرف مشقت اور جسمانی ایذاء رسانی کے سوا کچھ نہیں ہے مولانا کے اسی غلط نظریہ نے جماعت کو ضلالت کی دلدل میں دھکیل دیا اور اب جماعت کا نظریہ بن گیا کہ نصرت الٰہی جہد سے منسلک ہے اور جہد سے مراد گشت اور چلے کی محنت جس کو اجہلا اللہ کے راستہ کی محنت کہتے ہیں۔ آگے مولانا موصوف نے علم کا ہی صفایا کر دیا اور اپنے نادر شاہی حکم سے تمام عالموں تمام طلبہ کو حجاب اکبر میں مستور کر کے جاہل بنا دیا قارئیں کرام ذرا دھیان سے غور سے مولانا اصول ملاحظہ فرمائیں ’’اور جو سچی اور واقعی بات بلا جہد محض تقریر اور تحریر سے پیدا ہوئی وہ محض زعم پیدا کرنے والا مضمون اور حقیقت کا حجاب (جس کو بزرگوں نے (**العلم الحجاب اکبر**) لکھا ہے) راہ مولا میں ایک سد سکندری ہے‘‘ مولانا کا یہ نظریہ قرانی نصوص کے بھی خلاف ہے اللہ تعالی فرماتے ہیں’ **ولقد یسرنا القرآن للذکر فھل من مذکر** ‘‘ آیت مذکورہ چار بار ذکر کی ہے ’’**فانما یسرنہ بلسانک لتبشرہ المتقین وتنزر بہ قوما لدا**‘‘**فانما یسرنہ بلسانک لعلھم یتذکرون** ‘‘اب غور کریں قرآن کی سچی اور واقعی باتیں جو اللہ تبارک نے بالکل آسان بیان فرمائی ہیں جو ایک ان پڑھ انسان گنوار دیہاتی بدو سب سمجھ لیتے ہیں اور صراط مستقیم پر چلنے سے ہدایت مل جاتی ہے اس کو مولانا فرماتے ہیں’’ جو سچی اور واقعی بات بلا جہد محض تقریر اور تحریر سے پیدا ہوئی وہ محض زعم پیدا کرنے والا مضمون اور حقیقت حجاب راہ مولا میں سد سکندری ہے‘‘ قرآن کریم اور مولانا کے نظریہ میں کھلا تضاد ہے عقیدت کا چشمہ لگائے بغیر تو مولانا موصوف کے

خیالات سے صرف نظر نہیں کیا جاسکتا ہے البتہ عقیدت کی کرشمہ سازیاں ہیں مولانا کو کیا سے کیا بنا دیا؟

ناخدا کو کیوں سمجھتے ہیں خدا
کس قدر ہے ذہین بہکا ہوا
کہہ رہے ہیں چھاؤں تپتی دھوپ کو
ملک کے دانشوروں کو کیا ہوا

(مکتوب) ''مکتب کے بارے میں ایسی کش مکش کی میں رائے رکھتا ہوں کہ اس کو بغیر تفصیلی گفتگو اور صحبت کے زبان سے نکالنے کو میرا جی نہیں چاہتا میری دلی رغبت و خواہش یہ ہے کہ اس میں جلدی نہ کی جائے کیونکہ مکتب جس قدر جذبات سے چل سکتی ہے وہ ابھی بہت بعید ہے ابھی ایک طویل مدت تک صرف اسی تبلیغ پر اقتصار کر کے استقامت اور ترقی فرماتے رہیں استعداد عمومی جب پیدا ہو جائے اور اسلام کی رغبت پر کم سے کم کچھ ترقی کرنے لگیں تو اللہ چاہے تھوڑی کوشش میں بہت سے مدارس ہوسکیں گے بہر حال میری رائے میں ابھی قبل از وقت ہے ع ''کہ تعجیل کار شیاطین بود'' ہر امر میں رفق اور تانی محبوب رحمانی ہے'' حضرت عالی نے جو کچھ بھی ترکیب اپنے تبلیغ کے لئے نکلنے کی لکھی ہے یہ تفصیلی طور پر کچھ رائے زدنی نہیں ہے۔ صرف اس بارے میں دو باتیں عرض کرنی ہیں اور یہ اس امر میں اصلی چیز ہے وہ کیفیات ہیں کیفیات کے لئے تحریر یا کوئی تقریر۔

مکتب قائم کرنے کی شرط:۔

خط کشیدہ عبارت علماء کرام کو غور وحوض کی دعوت دے رہی ہے مکتب کے بارے میں ایسا کیا راز تھا کہ زبان سے نکالنے کو جی نہیں چاہتا مولانا موصوف وہ زمانہ یاد کریں جب میوات جانے کی شرط مکتب کھولنے سے مشروط تھی مولانا ابوالحسن علی ندویؒ حضرت مولانا محمد الیاسؒ اور انکی دینی دعوت میں لکھتے ہیں۔

میوات چلنے کی شرط:۔

آپ مریدین اور معتقدین کے حلقہ میں کسی شیخ اور اس کے جانشین کے جانے کے وہ معنی بھی سمجھتے تھے کہ بلانے اور لے جانے والوں کے ذہن میں عام طور پر ہوتے ہیں ۔آپ صرف اسی صورت ،وہاں جانا چاہتے تھے کہ آپ کے جانے سے وہاں کوئی پائیدار شکل پیدا ہو جائے جس سے ملک کی اس حالت میں تبدیلی پیدا ہو اور وہ اسلام سے قریب ہو جائیں اور اس کی شکل اس وقت آپ کے ذہین میں صرف یہی تھی کہ میوات میں دینی مکاتب اور مدارس قائم ہوں اور میوات کی کم سے کم نئی نسل دین سے واقف ہو آپ نے خود بیاں کیا کہ پہلی مرتبہ چند مخلصوں نے بڑے جوش واخلاص کے ساتھ مجھ سے میوات چلنے کی درخواست کی تو میں نے کہا میں صرف اس شرط پر چل سکتا ہوں کہ تم وعدہ کرو کہ اپنے یہاں مکتب قائم کروگے (دینی دعوت صفحہ ۷۹)

یہ شکل بہترین شکل تھی علم ہی سے انساں جہالت سے نجات پاتا ہے بچپن میں اگر بچہ نماز اور ایک پارہ دو پارے بھی صحیح تلفظ سے پڑھ لے تو تمام عمر نماز صحیح قرات سے پڑھے گا شیطان کو سب سے زیادہ تکلیف بھی علم کے فروغ ہی سے ہوتی ہے شیطان نے مولانا موصوف کو اس بہترین راستے پہ نہ رہنے دیا سواء سبیل سے بھٹکا کر ایک ایسے احمقانہ طریقے پر تبلیغ کے نام سے لگا دیا

مکاتب کا آغاز:۔

’’مولانا میوات تشریف لے گئے اور آپ نے اپنی شرط کا مطالبہ کیا اور آپ کے بڑے تقاضے اور اصرار اور لوگوں کی بڑی جدوجہد سے ایک مکتب قائم ہوا اور اس طرح اس کا سلسلہ شروع ہو گیا مولانا اہل میوات سے فرماتے تھے کہ تم بچے دو معلمین کی تنخواہ میں لاؤں گا اس سفر میں دس مکتب قائم ہوئے بعض مرتبہ ایک ایک دن میں کئی کئی مکتب قائم ہوئے اور پھر بکثرت مکاتب قائم ہونے لگے یہاں تک کہ کچھ مدت بعد میوات میں کئی سو مکتب قائم ہو گئے جن میں قرآن مجید کی تعلیم ہوتی تھی‘‘ (دینی دعوت

صفحہ ۷۹ شائع کردہ مجلس نشریات اسلام)

غور طلب بات یہ ہے کہ مولانا محمد الیاسؒ گوشہ گمنامی سے نکل کر اچانک سینکڑوں مکتب میوات میں قائم کرتے ہیں جبکہ اپنے مدرسہ کی حالت اور مولانا کی اپنی مالی حیثیت کے متعلق مولانا ابوالحسن علی ندویؒ ''دینی دعوت'' میں لکھتے ہیں ''مدرسہ کی کوئی خاص آمدنی نہ تھی جس سے آسانی کے ساتھ اس کے اخراجات پورے ہوں توکل علی اللہ قناعت اور اس کے مہتمم کی عالی ہمت اصل سرمایا تھا بڑی تنگی اور سختی کے ساتھ گذرا ہوتی تھی کبھی کبھی فاقہ کی نوبت آجاتی مگر مولانا کے ابرو پر بل نہ آتا بعض اوقات اعلان فرماتے کہ آج کھانے کو نہیں ہے جس کا جی چاہے رہے اور جسکا جی چاہے چلا جائے اور اپنا کہیں اور انتظام کرلے طلبہ کی بھی ایسی ہے روحانی تربیت ہو رہی تھی کوئی جانے کو تیار نہ ہوتا بعض اوقات جنگلی پھلوں (گولر وغیرہ) سے پیٹ بھر لیا جاتا طلبہ خود جنگل سے لکڑی لاکر روٹی پکاتے اور چٹنی سے کھاتے'' حوالہ دینی دعوت صفحہ ۴۴''

ایک سال کی رخصت:۔

اور مولانا کا تقوی اور توکل کا معیار اور اللہ تعالی پر بھروسہ و اعتماد کا اندازہ اس واقعہ سے کیا جاسکتا ہے کہ مولانا موصوف کا اپنے سوتیلے بھائی محمد کا انتقال کے بعد یہاں انکی جگہ آنے کا ارادہ ہوا تو اپنے مدرسہ مظاہر العلوم سے ایک سال کی رخصت حاصل کی کیونکہ آپکو یہ اطمینان نہیں تھا کہ یہاں گذارہ ہو سکے گا خدا پر بھروسہ نہیں تھا اگر یہاں کام چل گیا تو ٹھیک ورنہ سابقہ نوکری ہاتھ سے نہ چلی جائے اس رخصت لینے کا مولانا کو تو فائدہ ہوا لیکن جو استاد موصوف کی جگہ رکھا وہ عارضی ایک سال کیلئے رکھا یہ باتیں ان خصوصیات کی راہ میں سنگ گراں ہیں جو جماعت کا کام چل نکلنے کے بعد ان سے منصوب کی جاتی ہیں غور طلب یہ امر ہے کہ جب مولانا کی مالی حالت آپ حضرات نے ملاحظہ فرمالی پھر یک لخت وہ خزانہ کہاں سے مل گیا کہ میوات میں کئی سو مکتب قائم کردئے اس غیر مرئی قوت کا ضرور خیال رکھنا ہوگا جس

کے بل بوتے پر ایک ایک دن میں کئی مدرسہ بن رہے تھے پھر آخر کیوں ایک منصوص بہترین عمل قرآن کریم کی تعلیم جس سے متعلق سرور عالم ھاوی سبل کا فرمان ہے "خیر کم من تعلّم القران او علمه" اور جس کے بارے میں خود مولانا کا نظریہ پہلے گزر چکا ہے یعنی جس سے ملک میں تبدیلی ہو اور وہ اسلام سے قریب ہو جائیں اور اس کی شکل اس وقت آپ ذہین صرف یہی تھی۔

مکاتیب سے دل بھر گیا:۔

کہ میوات میں دینی مکاتب اور مدارس قائم اور میوات کی کم سے کم نئی نسل دین سے واقف ہو پھر یکا یک مولانا کا دل مکاتب سے بھر گیا اور ایک مسنون عمل قرآن کی تعلیم ترک کر کے بڑوں کو نمازیں سیکھانے پڑھانے کی طرف متوجہ ہو گئے لیکن مولانا مستقل مزاج نہیں تھے میواتیوں کو کلمہ اور نماز سیکھے کیلئے گھروں سے نکال کر کچھ عرصہ ایسے علاقے میں رکھنے کا منصوبہ بنایا اور ایک جماعت کاندھلہ لے گئے اس کے متعلق مولانا ابوحسن علیؒ ندوی مولانا الیاسؒ کی "دینی دعوت" میں لکھتے ہیں مولانا نے اپنے طویل تجربے اور بالغ نظری سے یہ سمجھ لیا تھا کہ اپنے ماحول اور مشاغل میں گھرے رہ کر ان غریب متواتی کا شتکاروں کا دین سیکھنے کے لئے وقت نکالنا اور اس تھوڑے وقت میں جس میں ان کو کامل یکسوئی حاصل نہیں ہوسکتی ہے دین کے ایسے اثرات کو قبول کر لینا جن سے ان کی زندگی میں انقلابی اصلاح اور تغیر پیدا ہو جائے ممکن نہیں لیکن مولانا کے نزدیک ایسا ہونا ضروری تھا مگر اس کی کیا تدبیر ہوسکتی تھی؟ مولانا کے نزدیک اسکی تدبیر صرف یہ تھی کہ ان کو کچھ مدت کیلئے جماعتوں کی شکل میں دین اور علم کے مرکزوں کی طرف نکلنے پر آمادہ کیا جائے (دینی دعوت صفحہ ۸۷)" پھر یکا یک مکتب کے بارے میں ایسی کش مکش میں مبتلا ہو گئے کہ زبان سے نکالنے کو میرا جی نہیں چاہتا" اس کش مکش کا اندازہ آپ اس واقعہ سے بھی لگا سکتے ہیں کہ رسالہ التبلیغ صفر ۱۴۲۴ کے شمارہ نمبر ۳ میں آپ نے اور جناب عبدالوہاب کا شدیدہ غلو" پر قابل مطالعہ وغور فکر روشنی ڈالی

دینی مدارس ختم کرنا:۔

اس پر ایک واقعہ یاد آیا جس سے بھائی عبدالوہاب کا علماء اور دینی مدارس سے نفرت (دشمنی) کا خوب پتہ چلتا ہے یہ واقعہ مجھے حافظ قاری عزیز الرحمٰن فاضل جامعہ اشرفیہ لاہور مستخرج جامعہ الازہر مصر نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ خیر پور میرس سندھ میں ایک رئیس کے یہاں بھائی عبدالوہاب رائے ونڈ والے کی دعوت تھی جس میں چند علماء کو بھی مدعو کیا گیا تھا ان میں ایک خیر پور کے مشہور عالم بدرالدین پھلپوٹو بھی تھے اور میں بھی تھا کھانے کے بعد میزبان نے حاضرین سے کہا کہ آپ حضرات ذرا توجہ فرمائیں اب حضرت (عبدالوہاب) کچھ ارشاد فرمائیں گے بھائی عبدالوہاب نے بیاں شروع کرنے سے پہلے میزبان سے پوچھا مجلس میں کوئی ایسا اجنبی شخص تو نہیں ہے جو ہمارے مزاج کا نہ ہو صاحب خانہ نے جواب دیا نہیں سب اپنے ہیں تو عبدالوہاب نے بیاں شروع کیا وراس میں یہ کلمات کہے ''دیکھیں جب تک دینی مدارس ختم نہ ہو جائیں ہماری (تبلیغی) مشن کامیاب نہیں ہوسکتی'' اور مولانا محمد الیاس بھی فرماتے ہیں ''بہرحال میری رائے میں ابھی (مکتب مدارسہ) قبل از وقت ہے ع ''کہ تعجیل کار شیاطین بود) ہر امر رفق اور تانی محبوب رحمانی ہے'' جب مولانا محمد الیاس کے خیال میں تبلیغ کے اثرات ظاہر ہونے سے قبل مکتب بنانا مدرسہ بنانا شیطانی کام ہے تو عبدالوہاب کا یہ کہنا ''کہ جب تک دینی مدارس ختم نہ ہو جائیں ہمارا مشن پورا نہیں ہوگا'' ظاہر ہے جب انکے نزدیک مدرسہ بنانا شیاطین کا کام ہے تو انکو ختم کرنا تبلیغیوں کا فرض بنتا ہے

پینترا بدلا۔

لیکن جب انکی ساعی نامسعود کامیاب نہ ہوئی تو اب انہوں نے پینترا بدلا اور اب مدارس ختم کرنے کے بجائے مدارس کے ثمرات کو ختم کرنے کا منصوبہ روبعمل ہے مدراس کے ثمرات کو برباد کرنے کے تین طریقے ایجاد کئے ہیں (ا) جماعت خود اپنے مدرسے قائم کرلے اور اپنے نظریہ کے مطابق تعلیم

دے اور نصاب کے چھ نمبر کے مطابق ذہن سازی ہو وہ چھ نمبر یہ ہیں (۱) جہاد سے (۲) سیاست سے (۳) اجتماعی رفاہی کاموں سے (۴) قرآن کریم کے درس سے (۵) علماء کرام کے واعظ اور تقریروں سے (۶) امر بالمروف اور انہی عن المنکر سے برگشتہ کرنا اب ہر سمجھ دار باشعور شخص اور صاحب علم اس بات کا مشاہدہ کرسکتا ہے کہ جماعت کے مدرسوں کے فارغ عالم اور جماعت کے پکے کارکنوں میں یہ چھ باتیں بدرجہ اتم موجود ہیں (۲) دوسرے مدارس کے فاضل علماء کرام کو ترغیب تحریص کے ذریعہ ایک سال ''دین کی محنت'' یا ''علم'' سیکھنے کیلئے جاہلوں کی قیادت میں کمر پہ بستر لاد کر گھومیں ایک سال میں مدرسہ کی تعلیم کے اثرات مٹا کر یہ چھ نمبر ذہن نشیں کر دیں اس طرح مدرسوں کی آٹھ سالہ محنت ایک سال میں صفاچٹ کر دیں (۳) اہل حق کی مساجد پہ قبضہ کر کے برین واش عالم کا تقرر تا کہ ان چھ نمبروں کے حق میں کہیں سے آواز نہ اٹھے اور انکو گمراہ کرنے کیلئے کارکن ملتے رہیں جماعت کا مقصد صرف لوگوں کو چلوں کے چکر میں گھومانا اور سالانہ انکی نمائش کرنا ہے اس طرح ملکی دولت اور افرادی محنت برباد کرنا ہے

(مکتوب) اکرام سے جزائے جزیل فرمادیں اور اس زبدہ خاندان نبوت کی اس محبت کو میرے لئے سرمایہ دارین فرمادیں خوبی ظن اللہ کے یہاں کچھ بے طرح اور بے نظیر مقبولیت رکھتا ہے اور عجیب اثرات و برکات وانوارات رکھتا ہے یہ عجیب سہل حصول اور قیمتی سرمایہ مومنین کے لیے ہے جس سے اکثر لوگ محروم ہیں مجھ ضعیف کے لئے آپ کے اس حسن ظن کو دارین میں کارآمد فرمادیں جو بہترین سرمایہ ہے

''اندر سے طبیعت جویا ہے کہ یہ بات معلوم ہو کر کس چیز کی تحریک ہے۔اتنی مختصر ہمیشہ کے لئے معروض ہے کہ اصل جو تبلیغ ہے وہ صرف دو امر کی ہے اور باقی جو ہیں اس کی صورت اور شکل بٹھانے کے لئے ہیں تو وہ دو چیزیں ایک مادی ہے اور ایک روحانی ہے مادی سے مراد جوارح سے تعلق رکھنے والی ہے سو وہ تو ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی لائی ہوئی باتوں کو پھیلانے کے لئے ملک بہ ملک اور اقلیم بہ اقلیم جماعتیں بنا کر پھرنے کی سنت کو زندہ کر کے فروغ دینا اور پائندار کرنا ہے روحانی سے مراد جذبات کی تبلیغ یعنی حق تعالی

کے حکم پر جان دینے کا رواج ڈالنا جس کو اس آیت میں ارشاد فرمایا ہے۔ فلا و ربک لا یومنون حتی یحکموك فی ما شجر بینهم ثم لا یجد وافی انفسهم حرجا ممّا قضیت و یسلمو تسلیما

اپنی تحریک کا تعارف:۔

اس خط میں مولانا صاحب نے اپنی تحریک کا تعارف تحریر فرمایا ہے اور مختصر طور پر پوری تحریک دو نکتوں میں بیاں کردی۔ ''کہ یہ بات معلوم ہو کہ کس چیز کی تحریک ہے اتنی مختصر ہمیشہ کے لئے معروض ہے کہ اصل جو تبلیغ ہے دوامر کی اور باقی جو ہیں اس کی شکل وصورت بٹھانے کے لئے ہیں تو وہ دو چیزیں ایک مادی ہے اور ایک روحانی ہے مادی سے مراد جوارح سے تعلق رکھنے والی ہے سو وہ تو یہ ہے حضور اکرم ﷺ کی لائی ہوئی باتوں کو پھیلانے کیلئے ملک بہ ملک اور اقلیم بہ اقلیم جماعتیں بنا کر پھرنے کی سنت کو زندہ کر کے فروغ دینا اور پائیدار کرنا ہے'' یہاں مولانا موصوف نے صریحا اللہ تعالی کے فرمان۔

ولا تلبسوا الحق بالباطل و تکتموا الحق و انتم تعلمون ۲۲ ۲۰

اور مت ملاؤ صحیح میں غلط اور مت چھپاؤ سچ جان بوجھ کر کے خلاف کیا ہے حضور اکرم ﷺ کی سنت کے ساتھ مولانا کی ایجاد کردہ بدعت کا کوئی تعلق نہیں حضور اکرم ﷺ لشکر لیکر کفار کو دعوت دینے جاتے تھے یا صحابہ کرامؓ کو لشکر دیکر بھیجتے تھے اس طرح بسترے اٹھا کر خالی ہاتھ فقیروں کی طرح مسلمانوں میں پھرنا اور مسجدوں میں ڈیرے ڈالنا حضور اکرم ﷺ صحابہ کرامؓ اور خیر القروں میں نہیں تھا تبلیغ ایک انفرادی عمل ہے انفرادی عمل کو جماعت کی صورت مقید کرنا بدعت سئیہ ہے۔

سلبی چھ نمبر:۔

لہذا مولانا کا یہ کہنا ''جماعتیں بنا کر پھرنے کی سنت کو زندہ کر کے فروغ دینا اور پائیدار کرنا ہے'' صریحا تلبس حق ہے مولانا کے متحدثہ طریقہ کار کی سنت رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کوئی نسبت نہیں۔ مولانا

کے دعوی کو صحیح تسلیم کرنے کا مطلب پوری امت ۱۲ سو سال تک ایک سنت کی تارک ہی نہیں بلکہ جاہل رہی کسی مجتہد کسی مفسر کسی محدث کسی فقیہ کسی مورخ کو کسی ولی کسی عالم کو اس سنت کا علم نہ ہوسکا بلکہ طرفہ تماشہ تو یہ ہے کہ مولانا کو بھی قرآن وحدیث سے اس سنت کا علم نہ ہوا اور چالیس سال تک اس سے بے خبر رہے۔ پھر خواب میں مولانا کو امر ہوا۔ مولانا میں اتنی سوجھ بوجھ بھی نہیں تھی کہ تکمیل دین تمکین دین اور تدوین دین کے بعد خوابوں سے دین میں نہ اضافہ ہوسکتا ہے اور نہ تنسیخ ہوسکتی ہے لیکن مولانا نے خواب کی بنیاد پر اضافہ بھی کر دیا اور تمام دین متین کو عملاً منسوخ کر کے صرف اور صرف چھ باتیں۔ کلمہ اور نماز۔ علم وذکر علم سے مراد فضائل اعمال ہیں۔ اخلاق میں اکرام مسلم وغیرہ یہ چھ نمبر ایجابی اور چھ نمبر سلبی ہیں جن پر راز دارنا طریقہ سے عمل کیا جاتا ہے۔ (۱) جہاد سے۔ (۲) سیاست سے۔ (۳) اجتماعی رفاہی کاموں۔ (۴) قرآن حکیم کے درس سے۔ (۵) علماء کرام کی تقاریر اور واعظ کی مجلسوں سے۔ (۶) امر بالمروف اور نہی عس المنکر سے برگشتہ کرنا متنفر کرنا تاکہ باطل سے ٹکرانے کا جذبہ ختم ہو جائے۔ اب ہر سمجھ دار شخص اور صاحب علم اس بات کا مشاہدہ کرسکتا ہے کہ یہ چھ باتیں جماعت میں اور جماعت کے ذمہ داروں اور پکے کارکنوں میں بدرجہ اتم موجود ہیں۔ کس راز داری سے یہ مقاصد حاصل کئے کہ اکثر علماء کرام عدم تحقیق اور حسن ظن کی بنا پر سمجھتے ہیں کہ یہ بھی دین کے ایک شعبہ دعوت وتبلیغ میں مشغول ہیں اس کو کہتے ہیں بقول شاعر۔۔

دامن پہ کوئی چھینٹ نہ خنجر پہ کوئی داغ
تم قتل کرو ہو کہ کرامات کرو ہو

مولانا محمد الیاس صاحب اپنے متحدثہ طریق کو سنت کہہ رہے ہیں سوال یہ پیدا ہوتا ہے اسلام کی دینی تاریخ میں اس مردہ سنت کا اتنے مجدد گزرے ہیں مثلاً حضرت امام غزالیؒ، حضرت عبدالقادر جیلانیؒ، حضرت امام ابن تیمیہؒ، حضرت امام مجدد الف ثانیؒ، حضرت امام شاہ ولی اللہؒ اور آپکے صاحبزادگاں حضرت

قاسم نانوتوی، حضرت مفتی رشید احمد گنگوہیؒ، حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ، حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمتہ اللہ علیہم میں سے کسی کو علم نہ ہو سکا یہ بات قابل قبول نہیں کہ اتنے بڑے بڑے عالم سنت سے بے خبر ہو اور غیر معرف عالم جس کو اس بدعت کی ایجاد سے پہلے کوئی جانتا بھی نہیں تھا۔ نہ آپ کو علم میں مہارت نہ تقریر نہ کوئی تصنیف ان کو اس سنت کا علم ہو گیا وہ بھی خواب میں جس کی شرع میں کوئی حیثیت نہیں۔

(مکتوب) اس کی تشکیل کے طور پر ان چند چیزوں کو چھانٹ کر رکھا ہے اول (۱) کلمہ طیبہ جو کہ خدا کی خدائی کا اقرار نامہ ہے کہ اللہ کے حکم پر جان دینے کے علاوہ درحقیقت کوئی مشغلہ ہمارا نہیں ہوگا اس کے لفظوں کی تصحیح کے بعد (۲) نماز کے اندر کی چیزوں کی تصحیح کرنے پھر باقی علوم سیکھنے کی طرف اس وقت کو مشغول کر لینا۔ دوسرے نمازوں کو حضور کی جیسی نماز بنانے کی کوشش میں لگا رکھنا جب تک ویسی نہ بنا لے اپنے کو جاہل شمار کرنا (۳) تیسرے تین وقتوں کو صبح و شام اور کچھ حصہ شب کا اپنی حیثیت کے مناسب ان دو چیزوں (تحصیل علم و ذکر) میں مشغول رکھنا تین چیزیں یہ ہو گئیں چوتھے (۴) ان چیزوں کو پھیلانے کے لئے اصل فریضہ محمدی سمجھ کر نکلنا یعنی ملک بہ ملک رواج دینا پانچویں (۵) اس پھرنے میں خلق کی مشق کرنے کی نیت رکھنا جس میں اپنے ماعلیہ کی ادائیگی کی سرگرمی ہو خواہ خالق کی طرف سے ہو یا خلق کے ساتھ متعلق ہوں کیونکہ ہر شخص سے اپنے ہی متعلق سوال ہوگا علم کیلئے میرا جی چاہتا ہے کہ محکمہ تبلیغ سے نصاب مقرر کیا جائے اس سلسلہ کے ترقی پکڑ جانے پر آپ جیسے اہل علم کے مشورہ کی ضرورت ہوگی بالفعل میں نے نارسا طبیعت سے پانچ کتابیں تجویز کر رکھی ہیں۔ جزا الاعمال، راہ نجات، فضائل نماز، حکایات صحابہ، چہل حدیث (مولوی زکریا شیخ الحدیث صاحب)

ایمان بنانے کے چکر میں ڈالنا:۔

اللہ جل جلالہ عم نوالہ الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و

رضیت لکم السلام دینا ۵:۳دوسرا فرمان الھی یاایھاالذین امنوا ادخلوفی السلم کافۃ تیسراحکم الہی یاایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک ان تینوں حکموں کوفراموش کر کے مولانا موصوف لکھتے ہیں ''اس کی تشکیل کے طور پر ان چند چیزوں کو چھانٹ کرر کھاہے'' پھراپنے چھ نمبر بیاں کئے بھلا کوئی اس بندہ خدا سے پوچھے تکمیل دین کے بعد آپکو تنسیخ یا کانٹ چھانٹ کرنے کا حق کہاں سے حاصل ہو گیا اللہ تعالی کے رسول ﷺ کو بھی یہ اختیار نہیں کہ کسی حکم کے نزول کے بعد اس کی تبلیغ نہ کرے یا عمل نہ کرے لیکن مولانا نے عملا تمام دین معطل کر کے صرف ایک نماز رکھی اور آجکل آپکی ایجاد کردہ جماعت مولانا کے عمل کو ترتیب نبوی کہتے ہیں کہ ہم آجکل مکی دور میں ہیں اور مکی دور میں دو ہی چیزیں تھیں کلمہ کی دعوت جسکو یہ جہلاء ایمان دعوت کہتے ہیں ایمان والوں کوایمان کی دعوت دینا اور انکی دعوت کو قبول کرنے والوں کو ایمان بنانے کے چکر میں ڈال کر تمام عمر گھوماتے ہیں لیکن ان کا ایمان کبھی بھی پایہ تکمیل کو نہیں پہونچتا ہے اس لئے کہ عبدالوہاب مولانا جمشید مولانا احسان الحق دجال محمد احمد بہاولپوری ابھی تک ایمان بنانے میں مصروف ہیں اور مکی دور سے نکل کر مدنی دور والے احکام پر عمل نہیں کرتے ہیں ۔ یہ بات بھی یادرکھیں کہ مولانا کے نزدیک جان دینے کا مطلب چلے میں نکلنا ہے کیونکہ قتال کے نام ہی سے انکی جان نکل جاتی ہے۔

(مکتوب)ضعف اور ہر طرح کی کمزوریوں کی بنا پر نہایت دشوار نظر آرہا ہے کہ اس حق بات کو پبلک کے سامنے کس قوت سے اظہار کرسکوں دعا فرماویں کہ اللہ ہمیں ہمارے حوالہ نہ کریں بلکہ خود ہی اس حق کو علما اور عملا کھولنے میں ہماری مدد اور کارسازی فرمادیں ''<u>وہ یہ کہ حق تعالی مسلمین اور مسلمین کے ذریعہ عامہ مخلوق کی طرف رحمت اور فضل وکرم کے ساتھ محض خالص اس طرز کے سرسبز ہونے ہی کے ساتھ متوجہ ہوسکتے ہیں ورنہ کمال قہر اور کمال لعنت اور نہایت غضب کے ساتھ اس وقت مخلوق کے ساتھ ارادہ کئے ہیں۔اس قہر کی آگ کا پانی اس تحریک کے سواہرگز کچھ نہیں</u>'' مذہب اور شریعت اسلام کا مدار اپنی

زندگی کواور اپنی جدوجہد ومساعی کواپنی صوابدیداور اپنی عقل کی رسائی سے بالکل مبرا منزہ رکھتے ہوئے محض حق جل وعلا کے فرمان پر اپنی جہد کی ناؤ کو دل وجان سے ڈال دینا بس یہی مذہب کی بنیاد ہے۔حتیٰ کہ جب کرے گا مصالح ضرور دکھا دیں گی ایک لازمی چیز ہے ''**اس وقت جب یہ منفعتیں آنکھوں کے سامنے آنے لگیں اور مصلحتیں دکھائی دینے لگیں ان مساعی کا اجر وثواب ہزاروں گونہ گر جاتا ہےاور درد کم ہوجاتی ہے۔جیسا کہ غزوہ بدر کا واقعہ اصحاب بصیرت کے سامنے ہے کہ اس غزوہ کے بعد''**

دو باطل دعوے:۔

خط کشیدہ عبارت میں مولانا نے دو باطل دعوی کئے جو کسی فرد کو بھی جائز نہیں ہے مولانا اس تحریک میں اتنے محو ہوگئے تھے کہ حق اور باطل کی تمیز بھی فراموش کر بیٹھے تھے مولانا کو معلوم ہی نہیں کہ اسلام کی رو سے میرے دعوی کتنے گمراہ کن ہیں ایک عالم سے اس قسم کے دعوی کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا ہے قرآن حکیم اور سنت کے علاوہ کوئی طریقہ کے متعلق دعوی نہیں کیا جاسکتا ہے اللہ تعالیٰ'' کی رحمت اور فضل وکرم محض خالص اس طرز کے سرسبز ہونے ہی کے ساتھ متوجہ ہوسکتے ہیں'' اور یہ کہنا تو جہالت کی انتہا ہے کہ اللہ تعالی کے متعلق کہا جائے کہ اس وقت اللہ تعالی فلاں چیز کا ارادہ کئے ہوئے ہیں انسان کا علم اتنا ناقص ہے ہمارے سامنے ہمارا جیسا انسان بیٹھا ہوا ہے اسکے ارادے کا پتہ نہیں چلتا۔اللہ تعالی کیا ارادہ اب کئے ہوئے ہیں۔انسان کی حدود ادراک سے ماوریٰ ہے اور جو اس قسم کا دعوی کرتا ہے وہ ایک غلط دعوی اور اللہ تعالی پہ بہتان باندھتا ہے یہ ایسی بات نہیں کہ اندھی عقیدت کی وجہ سے ایک صریحا باطل دعوی سے چشم پوشی کی جاسکے اور حق بیاں کرنے سے خاموش رہیں۔البتہ اگر شرعی اصول پر غور وخوض کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ مولانا کی سکیم اللہ تعالی کے غضب کو بھڑکانے والی ہے۔کیونکہ مولانا نے ایک آفاقی دین جو دین تمام ادیان پر غلبہ حاصل کرنے کیلئے آیا (خود حاکم الحاکمین کا فرمان:۔

هو الذی ارسل رسوله بالهدیٰ و دین الحق لیظهره علی الدین

كله و لو كره المشركون ۔

دوسری آیت میں فرمایا:۔

و قاتلوهم حتى لاتكون فتنة و يكون الدين لله۔

تیسری ایت کریمہ میں ارشاد فرمایا اور حکم دیا:۔

قاتلوا الذين لايئو منون بالله ولا باليوم الاخر و لا يحرمون ماحرم الله و رسوله ولايدينون دين الحق من الذين اوتوالكتب حتى يعطوا الجزية عن يدوهم صغرون۔

اس دین کو مولانا نے ایک راہبانہ مذہب بنا دیا ہے۔جس دین کی کتاب ہدایت میں جابجا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا حکم۔اس حکم کو عملاً ترک کر کے التجاء عرض اور درخواست یعنی ایک گداگروں کا عجزانہ طریقہ اختیار کر کے گداگروں کی طرح در بدر گمراہی کی وادی میں بھٹک رہیں ہیں خود بھی ذلیل ہوئے اور قوم کو بھی ذلت میں مبتلا کر دیا دین کی طرف مائل افراد کو اپنے دام پرُ فریب میں پھانس کر دین اور دین کے اجتماعی رفاہی اور سیاسی کاموں سے برگشتہ کر دیا مفتی محمود حسن گنگوہیؒ کہتے ہیں کہ حضرت مولانا محمد الیاسؒ صاحب فرماتے تھے کہ اس وقت سب سے بڑا جہاد یہ ہے کہ جو دل دین کی طلب سے خالی ہیں ان دلوں میں دین کی طلب پیدا کر دی جائے اور جہاد کا مقصد بھی یہی ہے۔جہاد یہی نہیں کہ قتال کیا جائے گو کبھی تلوار کی ضرورت پڑتی ہے۔مگر وہ اصل نہیں۔مقصد تو اللہ تعالی کے دین کو بلند کرنا ہے کہ دین کو غلبہ ہو جائے اتنی محنت اور جدوجہد کی جائے کہ یا تو دین غالب ہو جائے یا خود ختم ہو جائے قرآن شریف میں ہے

ومن يقاتل فى سبيل الله فيقتل او يغلب فسوف نوتيه اجرا عظيما

ترجمہ:۔اور جو شخص اللہ کی راہ میں لڑیگا پھر خواہ جان سے مارا جائے یا غالب آجائے ہم اسکو اجر عظیم دیں گے (بحوالہ حضرت مفتی محمود حسن گنگوہی اور جماعت تبلیغ صفحہ ۲۶)

مولانا محمد الیاس صاحب اپنی تحریک کا مقصد بھی یہی بیان کرتے ہیں کہ دین سے غافل لوگوں میں دین کی طلب پیدا کی جائے اسی وجہ سے اپنی تحریک کو سب سے بڑا اور اصلی جہاد کہتے ہیں اور اس ملفوظ میں بھی فرماتے ہیں ''جہاد یہی نہیں کہ قتال کیا جائے گو کبھی تلوار کی ضرورت پڑتی ہے مگر وہ اصل نہیں'' قارئین کرام مولانا کی سوچ کا اندازہ کریں کس بے قدری سے قرآن کریم کی سینکڑوں آیات جو صرف اور صرف قتال کے متعلق ہیں کہتے ہیں وہ اصل نہیں۔اور پھر کیسی بے پر کی ہانک دی مقصد تو اللہ تعالی کے دین کو بلند کرنا ہے کیا اللہ تعالی کے دین کا غلبہ ان بستر بدوش گداگروں کی طرح کوچہ گردی سے دین کو غلبہ حاصل ہوگا۔ برایں عقل دانش بیائد گریست

(مکتوب) اس غزوہ کے بعد والوں کی مساعی گو زیادہ ہیں مگر پہلے والوں کے برابر درجہ نہیں ہے اور دوسری نظیر فتح مکہ ہے جس کو سورہ حدید میں صاف اتار دیا ہے لا یستوی منکم من انفق من قبل الفتح و قاتل تو مقصد یہ کہ مذہب کو مصالح سے اس قدر بعد ہے کہ مصالح کے آنکھوں کے سامنے آچکنے کے بعد اجر و ثواب نہیں ہوتا یا کم ہوتا ہے۔ **''خلاصہ یہ کہ بندہ ناچیز اس وجہ سے پریشان ہے کہ ہمارے زمانہ زمانہ کی پریشانیوں اور آنے والے احوال کے بھوت سے پریشان تو اس قدر ہیں کہ جس کا کوئی حد وحساب نہیں میرا اندر سے ضمیر اس قدر مطمن ہے کہ اس چیز کا سچائی کے ساتھ الشرح صدر لئے ہوئے کھلے دل سے محض اس تحریک کو فروغ دینے میں یقین کرلیں کہ حق تعالی شانہ'' من کان اللہ کان اللہ لہ'' کے وعدہ کے مطابق جبکہ ہم اس تحریک میں (جس میں سراسر سبزی دین ہے) وثوق قلبی کے ساتھ اس میں اپنا علاج یقین کر کے اپنی جہدوں کو اس میں وقف کریں گے تو حق تعالی اپنے ارادہ غیبیہ کو ہماری سلامتی اور فروغ کی طرف قطعا متوجہ فرمادیں گے اور آگے ظاہر ہے۔ و اللہ**

یفعل ما یرید ۔تو میری سمجھ میں نہیں آتا کہ اپنی ساری پریشانیوں کے دفعیہ اور علاج کے اس میں مضمر ہونے کو اس وقت پبلک کے سامنے کس طرح کھول دوں جی چاہے ہے کہ آپ جیسے حضرات اس طرف متوجہ ہوں۔'' اس سے زیادہ کیا عرض کروں اس وقت مہمانوں کی زیادہ کثرت ہوگئی مولوی احتشام سے معلوم ہوا کہ مولوی منظور صاحب کی معیت میں

ساری پریشانیوں کا علاج:۔

بقول مولانا محمد منظور نعمانیؒ ''ان سرسری اور اتفاقی ملاتوں میں میں اس سے زیادہ کچھ نہیں سمجھ سکا کہ مولانا ایک مخلص عالم دین ہیں پرانے طرز کے سیدھے اور نیک بزرگوں کا نمونہ ہیں اور زمانہ کے تقاضوں اور اہم وقتی دینی ضرورتوں سے واقف نہ ہونیکے باوجود مسلمانوں کی دینی اصلاح کا صادق جذبہ اور سچی تڑپ اپنے اندر رکھتے ہیں بہرحال ان ملاقاتوں میں نہ میں مولانا کی شخصیت سے متاثر ہوا اور نہ میں نے ان کی دینی دعوت وتحریک کی کوئی اہمیت سمجھی'' ملفوظات مولانا محمد الیاسؒ صفحہ ۳

نہ مولانا کی شخصیت متاثر کن اور نہ مولانا کی تحریک دینی تھی اسلئے ایک عالم مناظر اسلام نے اثر نہ لیا مولانا موصوف ناقص دینی فہم کی وجہ سے دین کو مٹانے والی سکیم کو کہتے ہیں ''جس میں سراسر سبزی دین ہے'' دین کی کامیابی بتلاتے ہیں اور اسی غلط فہمی اور ایک بدعت کو خیال کرتے ہیں ''کہ اس میں اپنا علاج یقین کر کے اپنی جہدوں کو اس میں وقف کر دیں گے تو حق تعالی اپنے ارادہ غیبیہ کو ہماری سلامتی اور فروغ کی طرف قطعا متوجہ فرما دیں گے'' ایک مہلک چیز کو تریاق سمجھ رہے ہیں اور اس ہلاکت میں مبتلا ہو کر دوسروں کو بھی اس میں مبتلا ہونے کی دعوت دے رہے ہیں اور لکھتے ہیں ''تو میری سمجھ میں نہیں آتا کہ اپنی ساری پریشانیوں کے دفعیہ اور علاج کے اس میں منحصر ہونے کو اس وقت پبلک کے سامنے کس طرح کھول دوں'' یہ بات بلا خطر کہی جاسکتی ہے کہ مولانا محمد الیاس صاحب اور آپکی متحدشہ جماعت کی قیادت اور اس میں شامل جہلا کی قیادت میں گھومنے والے نام نہاد علماء کرام دین اسلام اور دین اسلام کی بنیادی تعلیمات

سے بالکل نابلد اور ناواقف ہیں۔ دینی شعور سے بے خبر ہیں اور اس حقیقت کا وہ عالم جو مولانا موصوف کے ملفوظات اور مکاتیب کا بنظر تحقیق عقیدت کا چشمہ اتار کر مطالعہ کرے اور جماعت کی کارکردگی کا مشاہدہ کرے، اعتراف کریگا کہ بانی جماعت اور جماعت میں شامل افراد ضال مضل ہیں

(مکتوب) جواب میری سمجھ میں آیا وہ جناب کی خدمت میں روانہ کر کے وہ نامہ سامی شیخ الحدیث کی خدمت میں روانہ کردیا تھا۔ بندہ ناچیز بھی اس تبلیغ کے سلسلہ میں ایک تحیر کی حالت میں ہے۔ **"مغز کی بات کی اپنے میں ادا کرنے کی اہلیت نہیں"** عمل تو درکنار اور عادات خداوندیہ اٹل ان کی نصرت اور رحمت اسی راستہ میں ہے جو واقعی ہے ابتک کی کوششوں کا جو خلاصہ ہے وہ ایک کافی مقدار عالم اسلام کا خیال کے درجہ میں متفق ہوجاتا ہے کہ واقعی یہ اسکیم صحیح اور ایک کرنے کی چیز ہے **"اور مخالفت وشبہات کے امراض فی الجملہ ہلکے اور قلیل ہوگئے"** لیکن اس بندہ ناچیز کو جذبات کے غور کے ساتھ جو محسوس ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ اس خیال کی سرحد سے عملی میدان کی حدود میں سنگین جبال ومنادص حائل ہیں لہذا ان جبال و منادص پر نظر کرتے ہوئے توجہ الی اللہ اور توکل اور دعا کے ساتھ متوجہ ہونے کی ضرورت ہے حق تعالی کی نصرت عزم کے ساتھ وابستہ ہے "واذا عزمت فتوکل علی اللہ" منظر کا تصور صحیح کر کے اس پر نظر رکھتے ہوئے توکل صحیح نصرت کا سبب ہوتا ہے بہرحال میرا مقصد یہ ہے کہ اس وقت کے کام کے لئے جدید عزم وہمت کی ضرورت ہے شیخ الحدیث سے جلسہ کے موقع پر آپ کی دعوت وفد کا ذکر آیا تھا انہوں نے ارشاد فرمایا کہ رائے اور مشورہ کا درجہ تو یہ ہے کہ اول صورت انتفاع کے متتبع کے لئے چند لوگوں کا مشورہ ہوجائے جن میں خود شیخ الحدیث بھی ہوں اور آپ بھی ہوں اور میاں احتشام اور یہ بندہ ناچیز بھی اور میوات کے چند پرانے تجربہ کار بھی ہوں اور باقی جن لوگوں کے ساتھ اور جتنے وقت کے لئے۔

مخالفت میں کمی ہوگئی:۔

اس مکتوب میں نشان زدہ عبارت میں دو امر مذکور ہیں اول عبارت میں مولانا فرماتے ہیں "مغز

کی بات کی اپنے میں ادا کرنے کے اہلیت نہیں ہے۔'' اس اعتراف سے مولانا کے اس دعویٰ کی تردید ہوگئی ہے کہ '' مجھے اس کام کا امر ہوا ہے'' اللہ تعالیٰ ایک نا اہل شخص کو کسی کام کرنے کیلئے منتخب نہیں کرتے اس سے معلوم ہوا وہ خیال وخواب ایک وہم کے سوا کچھ نہیں تھا۔ دوسری نشان زدہ عبارت میں مولانا لکھتے ہیں'' اور مخالفت وشبہات کے امراض فی الجملہ ہلکے اور قلیل ہوگئے۔'' اس بات کا اعتراف تو ہے کہ مخالفت اور شبہات اب بھی موجود ہیں مولانا کے خیال میں ہلکے اور کم ہوگئے ہیں اور حقائق اور نصائح کو امراض کہہ رہے ہیں یہی وجہ ہے خیر خواہوں نے سمجھانا چھوڑ دیا علمائے حق نے مخالفت نہیں چھوڑی یہ مخالفت اور شبہات اس بات کی اٹل دلیل ہے کہ یہ جماعت باطل پر گامزن ہے کیونکہ یہ تو ممکن ہی نہیں کہ علماء ربانی ایک دینی شرعی اور ضروری امر کی مخالفت کریں علماء ربانی حقانی کا مخالفت کرنا اس امر کا ثبوت ہے کہ مولانا کا طریقہ قرآن وحدیث کے زیر سایہ نہیں ہے۔ کوئی فرد اس بات کا تصور کرسکتا ہے کہ علماء کرام احیاء سنت کی مخالفت کریں۔

(مکتوب) آئی ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ اللہ نے کچھ ایسے اسباب پیدا فرمادئے ہیں کہ اگر دس پندرہ دن کے لئے مجتمعہ ہوجائے تو ان کا تبلیغ کے لئے نکلنا ۶۰، ۵۰ کی مقدار سے ہزاروں کی مقدار کی طرف ترقی کرسکتا ہے اور اس وقت کی تھوڑی سی غفلت سے اس نکالنے میں کمی ہوگی تو پھر ایسا موقع آئندہ کو بظاہر نظر نہیں آتا'' **ادھر یہ بات میں سمجھتا ہوں کہ جب تک پبلک کے سامنے عملی نمونہ نہ ہو تو محض منبروں پر کی تقریر عمل پر پڑے کے لئے کافی نہیں ہوسکتی اگر تقریر کے بعد عمل پر پڑ جانے کی اسکیم نہ تو عوام کے اندر ڈہٹائی اور بے ادبی کے لفظ بولنے کی عادت پڑ جائے گی** '' اس لئے میرے خیال میں اس وقت آپ اور مولوی ہدایت علی صاحب اپنے اپنے اثرات سے جتنے آدمی کو لیکر آسکیں لیکر ورنہ اپنی اپنی ذوات نفیسہ کے ساتھ جلد سے جلد میواتیوں کو فروغ دینے کے لئے یہاں تشریف لے آویں اور یہ آمد کا زمانہ کسی قدر کافی ہو اس زمانہ قیام میں پھر سفر کے لئے کسی تشکیل کا مشورہ ہوجائے گا اللہ کی ذات سے امید ہے کہ

پھراس سفر کے لئے کوئی بہترین تشکیل پیدا ہو جائے گی فقط والسلام

بندہ محمد الیاس عفی عنہ،

بقلم حبیب الرحمٰن ۷ مئی ۱۹۴۲ء

تقاریر کی بے قدری:۔

اس نشان زدہ عبارت میں مولانا لکھتے ہیں ''ادھر یہ بات میں سمجھتا ہوں الی آخیر'' یہ سمجھ بوجھ مولانا کی درست نہیں ہے منبروں پر تقاریر اتنی ضروری اور موثر ہیں پوری امت کا طریقہ اور تقریبا اجماع ہے کہ منبروں پہ تقاریر ہونی چاہئے اچھی اور دلنیشن تقاریر انسان کی کایا پلٹ دیتی ہیں جمعہ کے دن نماز سے قبل یا بعد میں تقریر ہوتی ہے اور جمعہ کا خطبہ بھی ایک تقریر ہی ہے جو ضروری ہے ہر دور میں بہترین واعظین اور مقررین یہ کام کرتے رہے ہیں اور اس کے اثر کا کون انکار کرسکتا ہے لیکن اس غلط نظریہ نے مولانا کی جماعت میں یہ خرابی ضرور پیدا کردی کہ جماعت کے کارکن اپنے برین واش عالم ہوں یا جاہل بیان صرف انہی کا سنتے ہیں ان کے علاوہ کسی عالم چاہیے کتنا بڑا عالم ہو اس کا بیان نہیں سنتے ہیں۔طرفہ تماشہ یہ بھی ملاحظہ فرمایں کہ تقریر کی مذمت بھی کرر ہے ہیں اور اچھے مقرر علماء کی خوشامد کر ہے ہیں اور ابتداء میں جب تک جماعت کے اپنے مقررین تیار نہیں ہوئے تھے دوسرے مقررین کی تقاریر کراتے اب بھی جماعت میں اس عالم کی قدر و منزلت زیادہ ہے جو مجمع عام میں خطاب کر سکے اور انکے سالانہ نمائشی میلے میں بھی اچھے مقررین تقاریر کرتے ہیں

(مکتوب) ''<u>آں محترم کی توجہات عالیہ سے تبلیغ کو جس قدر نفع پہنچا ہے ابتک لگنے والوں میں سے کسی سے نہیں پہنچا اللہ تعالیٰ آپ کی مقدس توجہات کو اس طرف اور زائد سے زائد مبذول فرمائے مرحومہ کے ایصال ثواب کے لئے اس کار تبلیغ سے بڑھ کر کوئی شۓ نہیں ہے</u>'' خصوصا جب آپ جیسا صاحب علم وعمل وزہد وتقویٰ توجہ سے اس میں لگ کر کرے، مرحومہ کے ایصال ثواب کی نیت سے زائد

سے زائد اس میں توجہ مبذول فرمائیں آپ کی تشریف آوری کا انتظار ہے حضرت پھوپھا صاحب حضرت چچا صاحب اور تمام متعلقین کی خدمات عالیہ میں سلام عرض کردیں مولوی احتشام الحسن صاحب اور قریشی صاحب ایک جماعت کے ہمراہ ۲۲ دن سے بنگال گئے ہوئے ہیں غالباً جمعرات تک دہلی پہنچیں گے توجہات عالیہ اور دعوات صالحہ کا امیدوار ہوں

فقط والسلام بندہ محمد الیاس غفرلہ۔

۲۷ اکتوبر ۱۹۴۳ء

۷۸۶

مکرم بندہ زادت مکارمکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ جناب کا گرامی نامہ عزیزی مولوی یوسف سلمہ کے نام آیا جس میں تحریر تھا کہ میری تحریرات کے اقتباسات جمع کئے

چلہ برائے ایصال ثواب:۔

مولانا موصوف خوشامد، چاپلوسی اور جھوٹی تعریف کرنے کے فن میں ید طولیٰ رکھتے تھے اب مولانا ابوالحسن علی ندویؒ کو پھانسنے کیلئے لکھتے ہیں کہ ”آں محترم کی توجہات عالیہ سے تبلیغ کو جس قدر نفع پہنچا ہے اب تک لگنے والوں میں سے کسی سے نہیں پہنچا“۔ حالانکہ یہ بات واقعہ کے خلاف ہے اس لئے کہ مولانا شیخ الحدیث ذکریاؒ مولانا احتشام الحسنؒ، وغیرہ کا جماعت کو نفع پہنچا ہے وہ حضرت علی میاں کے نفع سے بہت زیادہ اور حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریاؒ کی وجہ سے کئی عالم اس جماعت میں شامل ہوئے اور اکثر جماعت پر اعتراضات کے جوابات مولانا زکریاؒ نے دیئے ہیں اور بہت سے مخالفین کو بھی مولانا زکریا ؒ ہی نے مطمین کیا مولانا کے اسی قسم کے دعوئے ”مرحومہ کے ایصال ثواب کیلئے اس کار تبلیغ سے بڑھکر کوئی شئے نہیں ہے“ نے اس جماعت کو بدعت بنادیا ایک خاص طریقہ کو بلا دلیل دوسرے کار خیر پر ترجیح دینا

شریعت سے تجاوز ہے اوراسی کو بدعت کہتے ہیں۔

(مکتوب) جارہے ہیں۔اس جملہ سے بڑی خلش ہوئی کیونکہ میں پہلے عریضوں میں مولانا ابو الحسن علی صاحب کوبھی تحریر کر چکا ہوں کہ تحریرات عمل کا وسیلہ ہیں اور میری تحریرات ہی کیا تحریرات اگر کافی ہوتیں تو حضرت سید صاحب اور حضرت مجدد صاحبؒ اور شاہ ولی اللہ صاحب کی تحریرات کم نہیں اوران سے اوپر قرآن وحدیث بھی اس زمانہ میں بغیر عمل کے ناکافی ہورہے ہیں تو اس وقت عمل کی سب سے زیادہ ضرورت ہے تاکہ سابقہ تحریرات بھی کارآمد

ہوں۔اسی کے ماتحت یہ عرض کرتا ہوں کہ ۱۶ جنوری کونوح میں میوات کے چودہری اور سربرآوردگان کو جمع کیا گیا ہے۔جوخطہ میوات کے ارکان سمجھے جاتے ہیں یہ بہت اجنبی ہیں اوراس کام سے بہت دور،ان کواس کام میں لگانے کی نیت سے چارپانچ روزقبل اور پانچ سات روز بعد قیام کی نیت سے جتنے حضرات کوہمراہ لاسکیں تشریف لاکرعمل کی آبیاری میں سعی فرمادیں۔تمام محبین سے سلام فرمادیں۔

فقط والسلام بندہ محمد الیاس

۷۸۶

باسمہ سبانہ

حضرت المحترم زید مجدکم السامی اسلام مسنون ۔ مزاج سامی ۔ والا نامہ شرف صدور لایا۔

حالات تبلیغی سے آگاہی ہوئی۔اپریل میں جماعت کا آنا مبارک ہومگر مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ

مولانا موصوف تحریر میں عجیب قسم کے تضادات ہیں ’’اس جملہ سے بڑی خلش ہوئی‘‘۔اصل مقصد کوتو راز میں رکھا کیونکہ مولانا خود سمجھتے تھے کہ میری تحریراورتقریراس قابل نہیں کہ اس کی اشاعت کی جائے اس کا ناقابل تردید ثبوت موجود ہے کہ مولانا کی کوئی ایک تقریر بھی کسی نے ضبط کرنے کے لائق ہی

نہیں سمجھا اس دور میں تقاریر ضبط کرنے کا عام رواج تھا حضرت مولانا اشرف علی تھانوی نوراللہ ضریحہ کی تقریبا ہر تقریر ضبط کی گئی اب بتیس جلدوں میں حضرت کی تقاریر چھپ چکی ہیں دوسرے عالموں کی تقاریر شائع ہوتی رہی ہیں۔اس کے برعکس مولانا محمد الیاسؒ کی تقریر کو کسی نے لکھنے کے مناسب ہی نہیں سمجھا۔ اور تحریر کا بھی یہی حال کیونکہ مولانا صاحب خود لکھ نہیں سکتے تھے اور دوسرا کوئی میسر نہیں تھا۔ یہ اللہ تعالی نے فضل کیا دو عالم حضرت علی میاںؒ اور حضرت محمد منظورؒ نے مکاتیب اور ملفوظات شائع کر دئے جس سے اس گمراہ جماعت کی تردید کے لئے مواد اور ثبوت میسر آ گئے۔ورنہ یہی سمجھا جاتا کہ مولانا محمد الیاسؒ نے تبلیغ کا طریقہ شائد صحیح طور پر شروع کیا ہوا۔اور بعد میں گمراہی آ گئی جیسا کہ عموما ہوتا ہے لیکن ملفوظات اور مکتوبا ب کی موجودگی سے معلوم ہو گیا کہ یہ جماعت اول روز سے بدعت ضالہ تھی۔مولانا کے انحصار نے خود انکو گمراہ کیا اور ایک گمراہ جماعت بنا کرامت کو فتنہ میں مبتلا کیا۔

(مکتوب) مخدومی ومحترمی حضرت سید صاحب دام برکاتکم السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ گرامی نامہ ملا تاخیر جواب بہت سی عوائق کی وجہ سے ہوئی منجملہ آں یہ ہے کہ ہمشیرہ مولوی یوسف سخت علیل ہے سہارنپور سے بغرض علاج دہلی لائی گئی ہے کمزور بیحد ہے اپنی جگہ سے نقل وحرکت دشوار ہے اور تمام گھر والے ملیریا میں مبتلا ہیں **"اپنی فطری کمزوری سے اس کے صحیح علاج کو چھوڑ کر (جو تبلیغ میں لگ جاتا ہے اور آپ جیسے حضرات خصوصا سادات کرام کی خدمت ہے) مادی علاج میں مشغولی ہے"** بہر حال نہایت ندامت ہے اور یہ تاخیر جواب کا عذر نہیں ہے بلکہ اعتراف قصور واظہار عجز ہے حضرت پھوپھی صاحبہ رحمتہ االلہ علیہا کے سانحہ ارتحال کی خبر سے انتہائی قلق وصدمہ ہوا۔حضرت پھوپھی صاحبہ کا سایہ آپ کے سر سے نہیں اٹھا بلکہ تمام ان متوسلین کے سر سے اٹھا ہے جو حضرت سید صاحبؒ کے دامن سے وابستہ ہیں اور جن کے قلوب میں حضرت سید صاحب کی عظمت ومحبت راسخ ہے۔سب شریک غم ہیں اور سب کو شریک ہونا چاہیے۔اگر کسی کو احساس نہ ہو یہ اسکی بے حسی ہے حق تعالی مرحومہ کو اپنے محاسن ومکارم اور ان حقوق کے

مطابق جو ہم سب پر واجب ہیں بلکہ اپنے فضل و کرم کے مناسب ترقی درجات و رضا عطا فرمائیں آپ کی تشریف آوری کی خبر سے مسرت ہے اور آپ کے غم سے غم۔ آں محترم

سنت کی مخالفت:۔

مولانا صاحب فرماتے۔''اپنی فطری کمزوری سے اس کے صحیح علاج کو چھوڑ کر جو تبلیغ میں لگ جانا'' قارئین کرام اندازہ کریں مولانا موصوف کس قدر صراط مستقیم سے بھٹک چکے ہیں عقلی شرعی اور سنت طریقہ کے مقابل اپنے خود ساختہ طریقہ کو بیماری کا علاج صحیح قرار دے رہے ہیں مولانا کی حالت مجمع لگانے والے مداری یا نیم حکیم کی طرح ہے جو سر سے پاؤں تک کے تمام امراض گن کرتان اس پر توڑتا ہے کہ یہ چورن کی پڑیہ لے جاؤ جو ہر مرض کا شافی کافی علاج ہے وہی حال مولانا کا ہے کہ بیماری کا صحیح علاج ہے چلے لگائے چھوٹا معمولی مرض ہو تو سہ روزہ کافی ہوگا بہرحال مولانا صاحب سنت طریقہ علاج کے مقابل اپنے طریقہ کو صحیح علاج بتا رہے ہیں جو کم عقلی ناقص فہم دین اور غلو فی الدین کی بدترین مثال ہے اس بدعتی ٹولے کو چاہئے جب کوئی ان میں بیمار ہو تو حکیم یا ڈاکٹر کے پاس لے جانے کے بجائے مرکز بدعت رائیونڈ لے جاویں ہم خرما ہم ثواب کے مصداق مفت میں علاج بھی ہو جائے گا اور ثواب بھی حاصل ہو جائے لیکن عجیب بات یہ ملاحظہ فرمائیں کہ جب مولانا خود بیمار ہوئے چلوں میں جانے اور صحیح علاج چھوڑ کر طبیب کی خدمات حاصل کیں نصیحت صرف دوسروں کے لئے تھی۔

(مکتوب) خط بنام منشی میاں جی محمد عیسی شرف قبولیت اور سعادت طمانیتہ نصیب فرمادیں آپ کے دوسرے خط میں جو آپ نے ایک ماہ کے انتظار کے بعد تحریر فرمایا اس کے تاخیر جواب سے تو مجھے بھی ندامت ہے اللہ تعالی آپ کو اجر دیں اور میری ان کوتاہیوں کو معاف فرمادیں اس میں تبلیغ کی سرگرمیوں کا ذکر ہے کہ ۸۰ آدمی یہاں تبلیغ کے لئے آئے اور ۲۵ آدمیوں کی جماعت تیار ہے پہلی خبر الحمدللہ ثم الحمدللہ اللہ تعالی کا بڑا فضل اور کرم اور حسان اا ور نعمت جلیلہ ہے کہ اس نے ۸۰ آدمیوں کی مقدار ایسے نازک زمانہ

میں ''کہ جہاں اس عمل کو حقارت سے دیکھا جارہا ہے اوراس کی ناقدری کی جارہی ہے ایسے زمانہ میں دین کے فروغ دینے کے لئے گھر سے نکلے مگر میرے عزیز اللہ کا شکر بجالانے کے بعد اپنی کوتاہی پر بھی ندامت کے ساتھ ایک گہری نظر ڈالنی چاہیے کہ پندرہ سالہ کوشش کے بعد تبلیغ کے یہ انوارات یہ برکات اور یہ عزت اور یہ دنیا کے اندر نام آوری اور یہ ہر طرح کی نورانیت اور بہبودی کھلی آنکھوں محسوس کرتے ہوئے پھر کل ۸۰ آدمیوں کی مقدار نکلی تو اننتے لاکھ مقدار میں کتنی قلیل ہے اور پھر نکل لینے کے بعد گھر کے واپس جانے کو اتنا بیقرار کہ ان کا تھامنا مشکل، تو گھر سے نکلیں تو مشکل'' سے اور نکلنے کے بعد یہ ختم ہونے والا گھر اپنی طرف کھینچتا رہے تو یہ دین کا گھر کس طرح آباد ہوگا۔ جب تک گھروں پر رہنا اتنا دشوار نہ ہونے لگے جیسا اس وقت تبلیغ میں رہنا ہے اور جب تک تبلیغ سے واپس جانا اتنا طبیعتوں پر دشوار نہ ہونے لگے جیسا اس وقت تبلیغ کیلئے دشوار ہے اور جب تک تبلیغ کے لئے چار چار مہینے ملک در ملک پھرنے کو جزو زندگی بنانے کی کوشش کیلئے پوارا اہتمام کے ساتھ آپ لوگ کھڑے نہیں ہونگے ''اس وقت تک قومیت صحیح دینداری کا مزہ نہیں چکھے گی''۔ (اور حقیقی ایمان کا ذائقہ کبھی نصیب نہیں ہوگا)

حقارت سے دیکھنا:۔

نشانزدہ عبارت مولانا صاحب فرماتے ہیں۔ ''۸۰ آدمیوں کی مقدار ایسے نازک زمانہ میں کہ جہاں اس عمل کو حقارت سے دیکھا جارہا ہے اوراس کی ناقدری کی جارہی ہے ایسے زمانہ میں دین کے فرغ دینے کے لئے گھر نکلے'' اگر آپ حضرات اس بات پر غور کرلیا جائے کہ دین کے کسی کام کو مسلمان کبھی بھی حقارت سے نہیں دیکھتے گنگار سے گنگار مسلمان اگرچہ فرائض کا تارک ہولیکن فرائض کو حقارت سے نہیں دیکھتا اور عالموں کے متعلق تو یہ تصور بھی نہیں کرسکتے ہیں کہ تبلیغ کو حقارت سے دیکھیں اصل حقیقت یہ تھی کہ مولانا موصوف نے تبلیغ کے لئے ایک احمقانہ طریقہ ایجاد کیا تھا اوراس طریقہ کو سب کے لئے لازمی اور ضروری قرار دیتے تھے۔ اور طریقہ متحدثہ کو جہاد فی سبیل کہتے تھے اوراس پر خرچ کرنے پر ثواب ستر ہزار

گنا فرماتے ہیں اوراس کام کو بعض حیثیت میں قتال فی سبیل اللہ سے بھی اعلیٰ قرار دیتے ہیں ان وجوہات کی بنا پر علماء کرام اس کو بدعت سمجھ کر حقارت سے دیکھتے تھے اوراب تو اس جماعت کی اپنے منفی کرداراور منفی اوصاف (ا) جہاد سے، سیاست سے، اجتماعی رفاہی کاموں سے، دورس قرآن، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے اور علماء کرام کے واعظ اور تقاریر سے متنفر کرنے کی وجہ سے لوگ اس کو حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔اور سمجھتے ہیں کہ یہ جماعت دشمناں دین کے عین منشا پر عمل کر رہی ہے

(مکتوب) کس وجہ سے ابتک دہلی نہیں پہنچا جہاں تک ہوسکے اہتمام کے ساتھ کسی آنے والے کے ہاتھ اہتمام سے روانہ فرمادیں۔ضروری اہم بات یہ ہے کہ میرے احباب اپنی خصوصی کوشش اوراصلی سعی اوراپنے خیالات اور قلوب کی توجہ کا رخ اپنے ان اصول کی نہایت پابندی کے ماتحت تبلیغ کے فروغ دینے ہی میں مشغول رکھیں یہ نیا کھڑا ہونے والا فتنہ انشاء اللہ اس رویہ سے خود بخود دفرو ہوگا ورنہ بہت خطرہ ہے کہ طبائع کے چھڑ چھاڑ کے ساتھ خود طبعی مناسبت ہونے کی وجہ سے خدانخواستہ کہیں ضعیف نہ ہوجائے ''<u>تجربہ ہے کہ مناظروں کے نتائج ہمیشہ برے رہے ہیں</u>''۔البتہ سب کی رائے کہیں صریح منکرات کے دلائل کے مطالبہ پر ہوجاوئے تو کبھی کبھی ان دلائل میں قوت اور زور کے ساتھ مطالبہ کر لینے میں مضائقہ نہیں ''<u>**ورنہ میرے خیال میں تو وہی بات ہے کہ تمام ملک کی جامعوں میں اس مضمون کی اشاعت کا اہتمام کرلیا جائے کہ جو قوم کلمہ طیبہ اور نماز کے اندر کی چیزوں کی تصحیح اور کلمہ شہادت کے مضمون پر ابتک پوری طرح مطلع نہ ہوئی ہو جو اسلام کی بنیادی چیز ہے تو بنیادی چیز کو چھوڑ کر اوپر کی چیز میں مشغول ہونا سخت غلطی ہے اوپر کی چیز بغیر بینادی چیز کے صحیح ہوئے درست نہیں ہوا کرتی دیگر ہر جگہ عموما اوران مجمع اور اجتماع والے گاؤں میں اوراس کے ماحول میں اپنے اصول کی نہایت پابندی کے ساتھ تبلیغی فروغ میں**</u>''

مناظروں کے برے نتائج:۔

''تجربہ ہے کہ مناظروں کے نتائج ہمیشہ برے رہے ہیں'' مولانا صاحب کا یہ فرمانا درست نہیں

ہے۔تاریخ اور مشاہدہ کے بھی خلاف ہے حضرت مولانا رحمت اللہ کریانوی مہاجر مکیؒ کے مناظرے پادری فنڈر سے اور حضرت قاسم نانویؒ کے مناظرے میلہ خداشناسی میں اور دیگر علماء کرام کے مناظرے ہمیشہ مفید اور باطل کے ابطال کا ذریعہ رہے ہیں۔اسلام ایک دین حق ہے اور جب بھی باطل نے اس پر اعتراض کئے یا باطل نے مناظرہ کا چیلنج دیا ہمیشہ علماء کرام نے قبول کیا داخلی گمراہی ہو یا خارجی علماء حق کا ہمیشہ سے مناظرہ کرنا شیوا رہا ہے مناظرا اسلام عالم کی ایک قابل تعریف صفت ہے جو اس وصف سے محروم ہیں وہ اس فعل ہی کی برائی بیان کرتے ہیں مثال مشہور ہے کہ ایک جگہ چند نکٹے جمع تھے وہاں سالم ناک والا آیا نکٹوں نے شور مچایا نکّو آیا نکّو آیا دوسری بات بھی اسلام کی رو سے باطل ہے صریح منکرات کے دلائل کا مطالبہ فضول ہے جب آپ خود ان کو صریح منکرات کہہ رہے ہو پھر دلیل کا کیا مطالبہ صریح منکرات کی صریح تردید کی ضرورت ہے اعلان حق کی ضرورت ہے کہ تمہارا یہ فعل صریح منکر ہے لیکن مولانا نے طریقہ ہی اسلام کے خلاف اختیار کیا ہے کہ ''ان منکرات سے بحالات موجودہ براہ راست تعرض نہ کیا جاوے بلکہ ایمانی شعور اور دینی احساس کو بیدار کای جائے۔۔۔الخ دینی دعوت صفحہ ۲۵۱

''مولانا کا یہ کہنا کہ مناظروں کے نتائج ہمیشہ برے رہے ہیں''

قرآن کریم کی صریح نص کے بھی خلاف ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

ادع الی سبیل ربک بالحکمته و المو عظته الحسنته و جادلهم با لیتی هی احسن

اے نبی دعوت دے اور بلا تو اپنے پروردگار کی راہ کی طرف علم اور حکمت کی باتوں کے ساتھ اور اگر بحث ومباحثہ آپڑے کو نہائت عمدہ طریقہ کے ساتھ ان سے مناظرہ کرو۔ (معارف القرآن مولانا محمد ادریس کاندھلوی جلد ۴ صفحہ ۲۷۰)

جب مناظرہ کرنا حکم الٰہی ہے پھر روگردانی کیوں کہ باطل سے دلیل طلب کرو خود انکی تردید نہ

کروتا کہ جوڑ رہے توڑ نہ ہو بھیڑ مقصود ہے دین مقصود نہیں ۔قرآنی حکم پامال ہو کوئی فکر نہیں آدمیوں کو پھانسنا مطوب ہے دراصل مولانا موصوف کی طبعیت میں اعتدال کا فقدان تھا اور جس کی طبعیت میں اعتدال نہ ہو وہ صراط مستقیم پر قائم مشکل سے رہتا ہے افراط تفریط کا شکار ہو جاتا ہے یہی مولانا کے ساتھ ہوا۔ ورنہ اگر یہ لکھتے کہ مناظروں کے بعض اوقات نتائج برے نکلتے ہیں اس لئے بلاضرورت نہیں کرنے چاہئے یا یہ بھی لکھ سکتے تھے کہ مناظرہ اہل علم اور اہل تجربہ کا کام ہے تمہارے لائق اور مناسب نہیں کہ تم مناظرہ کرو یا مناظروں کا انتظام کرو پھر کوئی اعتراض نہ ہوتا۔لیکن غلو فی تبلیغ کی وجہ سے تبلیغ کے سوا ہر چیز بری نظر آتی جس طرح ساون کے اندھے کو ہرا ہرا سوجھتا ہے۔

علم مشغول ہونا سخت غلطی ہے:۔

''ورنہ میرے خیال میں تو وہی بات ہے کہ تمام ملک کی جامعوں میں اس مضمون کی اشاعت کا اہتمام کرلیا جائے کہ جو قوم کلمہ طیبہ اور نماز کے اندر کی چیزوں کی تصحیح اور کلمہ شہادت کے مضمون پر ابتک پوری طرح مطلع نہ ہوئی ہو جو اسلام کی بنیادی چیز ہے تو بنیادی چیز کو چھوڑ کر اوپر کی چیز میں مشغول ہونا سخت غلطی ہے اوپر کی چیز بغیر بنیادی چیز کے صحیح ہوئے درست نہیں ہوا کرتی ہے''

افسوس صد افسوس مولانا کو اسلام کی بنیاد کا بھی علم نہیں مولانا پر تو یہ مثال صادق آتی ہے چوہے کو مل گئی ادرک کی گانٹھ وہ پنساری بن بیٹھا۔ یا اندھوں میں کانا راجہ مولانا کی پندرہ سالہ کوشش سے میواتی قوم مولانا کو معتقد ہوگئی اور جماعت بن گئی مولانا انکے امیر بن گئے اب وہ اپنا مقام بھول کر ملک کی جامعات کو اپنی گمراہی میں مبتلا کرنا چاہتے ہیں کامل مکمل دین کی تعلیم ترک کر کے اور اسلام کی وہ بنیاد جو اللہ تبارک کے رسول نے مقرر کی قال رسول اللہ ﷺ بنی ا لاسلام علی خمس شهادة ان لااله الا الله وان محمدا رسول الله واقام الصلوة وایتاء الزکوة و الحج و صوم رمضان

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے اول اس بات کی شہادت دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد اللہ کے رسول ہیں

دوسرے نماز پڑھنا تیسرے زکواۃ دینا چوتھے حج کرنا پانچویں رمضان کے روزے رکھنا۔کوئی بھی عمارت چاہیے کتنی ہی اچھی بنیادوں پر قائم ہو اگر اسکی حفاظت اور دیکھ بھال نہ ہوتو وہ عمارت قائم نہیں رہ سکتی ہے اس لئے اللہ تبارک تعالی نے اسلام کی حفاظت کے لئے ایک اور عظیم اہم فرض امت محمد یہ پر لاگو کیا اور قرآن کریم میں جابجا اس فرض پر زور دیا وہ فرض ہے قتال مع الکفار ۔اب حضرت صاحب اس بنیاد میں ترمیم کر کے جامعات کو نصیحت کرنے چلے ہیں دین متین کی تعلیمات قرآن حدیث فقہ وغیرہ ترک کر کے کلمہ اور نماز کی تصیح کریں۔سبحان اللہ کیا سمجھ ہے؟ ان دو چیزوں کے علاوہ کو اوپر کی چیز کہہ رہے یعنی قرآن کا سمجھنا احادیث کا سمجھنا فقہ کا پڑھنا سخت غلطی ہے۔مولانا کو اتنی سمجھ بھی نہیں کہ اگر میں ان دو چیزوں کے علاوہ اوپر کی چیزیں نہ جانتا تو یہ جماعت کیسے بن سکتی اور اس کے امیر کیسے بن سکتے تھے۔ میواتوں نے مولانا کو عالم اور اوپر کی چیزیں جاننے کی وجہ سے اپنا مقتدا بنایا ہے عجب تماشہ ہے جس شاخ پر بیٹھے ہیں اسی پر کلہاڑا چلا رہے ہیں۔تبلیغی کارکنوں کے نزدیک مدارس کی اہمیت اسی لئے نہیں ہے کہ مولانا اوپر کی چیزوں میں مشغول ہونے کو سخت غلطی لکھ رہے ہیں

مدارس کو ختم کرنا:۔

اسی وجہ سے عبدالوھاب نے ایک مجلس میں صاف اعلان کیا کہ تبلیغی مشن اس وقت کامیاب نہیں ہوسکتا جب تک تمام مدارس کو ختم نہ کردیں۔کیونکہ جب مولانا محمد الیاسؒ کے نزدیک مدارس کا اوپر کی چیزوں مشغول ہونا سخت غلطی ہے تو تبلیغی کارکنوں کی ذمہ داری ہے اس چیز کو ہی ختم کردیں جو اوپر کی چیزوں میں مشغول ہونے کا ذریعہ ہے نیز مولانا موصوف حاجی رشید احمد بہادر کو لکھ چکے ہیں۔" دوسری وجہ یہ کہ علوم جن اغراض کے حصول کے لئے علوم تلاش کئے جاتے ہیں ان علوم کے ساتھ وہ اغراض وابستہ

نہ رہنے کے باعث علوم بیکار چلے آتے ہیں جب مدارس اور جامعات میں علوم پڑھانا ہی بیکار ہو رہا ہے تو جامعات بھی اب وہی کام کریں جو مولانا کر رہے ہیں مولانا کے سمجھدار پیروکاروں نے جب دیکھا کہ نہ تو مولانا کی پیش گوئی کے مطابق مدارس ختم ہو رہے ہیں اور نہ چندہ دینے والے کم ہو رہے ہیں تو انہوں نے ایک اور چال چلی کہ مدارس کے ثمرات کو ختم کر دیں تا کہ ہمیں خام مال ملتا رہے اور ہماری رونقیں بحال رہیں اس کیلئے دو طریقے اختیار کئے کہ مدارس کے نئے فارغ شدہ علماء کرام کو کسی طرح اپنے جال میں پھا نس کر انکی ذہنی تطہیر کی جائے دوسرے اپنے مدرسے بنا کر ایسے عالم پیدا کئے جائیں جو اس بدعت اور گمراہی میں ہمارے ہم خیال ہوں

(مکتوب) بہت زیادہ کوشش کو بڑھا دو جہاں تک ہو سکے "چھیڑ چھاڑ سے بہت بچتے ہوئے پھر بھی کہیں ضرورت پڑ جاوے تو دلائل کے مطالبہ سے

ہر گز کمی اور دریغ نہ کرو حریفوں کی اسلامی حرمت کو ہاتھ سے نہ جانے دو" بہر حال اخیر مضمون کا مطلب یہ ہے کہ اگر ان کے ساتھ سخت گیری کرنے پر ان کے ہمیشہ کو نکل جانے کا خیال ہو تو میں منع نہیں کرتا۔ میرے دوستو آپ مدرسہ کو ظاہری عمارت کی پختگی کے اسباب پر آرہے ہیں میرا دل اندر سے کانپ رہا ہے اور ہول رہا ہے کہ خدانخواستہ میرے احباب اس کی ظاہری فریفتگی میں باطنی تعمیر میں کچھ ہلکے نہ پڑ جاویں میری دلی تمنا ہے کہ اس ظاہری پختگی کو بیہودگی کی نظر سے دیکھتے رہیں، دلی تمنا سے نہ دیکھیں اور اپنی خوشی اور دل کی تازگی کا ذرا سا حصہ بھی اس میں مشغول نہ کریں فقط والسلام

"بخدمت شریف مکرم و معظم و محترم جناب حاجی رشید احمد صاحب متغا اللہ بطوں بقائکم و فیوضکم و برکاتکم۔ خان بہادر السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ حضرت حاجی شیخ صاحب اللہ جل جلالہ وعم نوالہ نے جو عزت وثروت اور خصوصی دولتوں سے آپ کو مشرف فرما رکھا ہے اس پر نظر کرتے ہوئے جو کچھ آپ کے ساتھ یہ نا ہنجار بے ادبی اور آپ کی شان کے خلاف گستاخی کرے وہ جس قدر بھی قابل نفرین و ندامت

اور توبیخ وسرزنش ہووہ حق بجانب اور حق ہے لیکن جناب کی علو حوصلہ اور ہمت مردانہ اور غریب پرور طبیعت نے ہم خدام کو آپ کی بارگاہ میں ایسا گستاخ بنا رکھا ہے کہ تعلق کی قوت آپ کے اخلاق کی عادت ہمت پیدا کرتی ہے کہ آپ کی خدمت میں عرض معروض کر لیتے ہیں چاہے بعد میں ندامت ہو اور چاہے اس وقت ندامت کے خلاف کوئی صورت ہو اسی کے ماتحت ایک ضروری معروض نظام الدین کے مسئلہ حاضرہ کی بابت جناب کی توجہ مبذول کرنا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ اہل زمانہ کی طبائع کی سیل کو اب سے پندرہ برس پہلے سے اپنی کوتاہ نظر سے لیکن اللہ کی توفیق دی ہوئی بصیرت سے یہ اندازلگا چکا تھا کہ یہ رفتار مکاتیب اور مدارس کی جو چل رہی ہے اس میں دو خرابیاں ہیں اول یہ کہ جس بنیاد سے چل رہی ہیں یعنی لوگوں کا میلان اور ان کی وہ رغبت جس کی وجہ سے مکتبوں اور مدرسوں میں مخلصانہ کوشش کرنیوالے کھڑے ہوتے ہیں اور چندہ دینے والے چندہ دیتے ہیں یہ عنقریب ختم ہونے والی ہے اور آگے چل کر راستہ اس کا مسدود ہے دوسری وجہ یہ کہ علوم جن اعراض کے حصول کے لئے علوم تلاش کئے جاتے ہیں ان علوم کے ساتھ وہ اغراض وابستہ نہ رہنے کے باعث علوم بیکار ہوتے چلے آتے ہیں اب علوم سے منافع اور اغراض حاصل نہیں ہوتے جن کی وجہ سے علوم کی توقیر اور تحصیل تھی'' ان دو باتوں پر نظر کرتے ہوئے میں نے اس طرز کی طرف اپنی توجہ کو متوجہ کیا کہ جس کو آپ دیکھ رہے ہیں اور جان رہے ہیں اور آپ جیسے سب احباب اور بزرگوں سے طالب رہا کہ آپ میرے معین اور مددگار بلکہ اس کے اندر ایسی ہمت مردانہ سے کھڑے ہوں کہ آپ ہی اصل ہوں کیونکہ آپ کی ہمت آپ کا حوصلہ آپ کی قوت آپ کی طبعیت آپ کا دماغ اس قابل تھا اور اس کی اہلیت رکھتا ہے کہ کسی جاندار کام کو اٹھالیں جاندار کام کے لئے جاندار ہی اہل ہیں میں نے اس کام کے اندر جس قدر آپ جیسوں کی خوشامد اور ہمت اور تحریض اور اپنے منصب سے نہایت بر خلاف گستاخی اور بے ادبی سے لگانے میں کوشش کی اس میں بے نصیب اور ناکام رہ کر میں نے اخیر اس پر اکتفا کیا'' کہ میں جس کام میں لگ رہا ہوں اس میں لگے رہتے ہوئے مکاتب کی جو صورتیں پیدا ہوتی

رہیں صرف اس کی سرسبزی کی ذمہ داری آپ نے لیں چنانچہ جناب نے مکاتب کی سلسلہ اپنے ہاتھ میں لیا اور آپ کے سایہ عاطفت میں جتنا ہوسکا اس کی پرورش ہوتی رہی لیکن جو کچھ میں سمجھ رہا تھا وہی پیش آیا کہ پچھلے جود ینے والے تھے ان کو دوام ہو ہی نہیں سکتا اور آئندہ کو رغبتیں پیدا نہیں ہورہیں ہوتی رغبتیں زوال پذیر تو بہت زیادہ ہیں اور نہ ہوتیں رغبتیں بڑی بڑی کوششوں سے پیدا ہونی دشوار ہورہی ہیں بہر حال جناب کی خدمت میں مکاتب کے فروغ کے لئے میرے نزدیک جو صورت بہتر ہے وہ جناب کی خدمت میں عرض کرتا ہوں بے کوشش کوئی کام نہیں ہوا کرتا آپ اپنی طبیعت کو مستقل فرمادیں جہجہ کو پاؤں سے مسل ''کرالکشن کے زمانہ میں جن لوگوں کو آپ کی سعی سے مالی منفعت ہوئی اور بے کار لڑائیوں وغیرہ میں ان کا کثیر مال ضائع ہونے سے محفوظ رہا۔ ان کے ساتھ خیر خواہی اور ان کی ہمدردی صرف اس امر میں ہے کہ آپ ان کو اس امر خیر میں خرچ کرنے پر آمادہ کریں اور اس میں کوشش کریں کہ کار خیر میں خرچ کے اندر کوشش کرنے سے ان کی طبیعتوں کا بھی امالہ ہوگا اور مال کے اندر بھی طہارت اور پاکی پیدا ہوگی اور شروع شروع میں ان کو مائل کرنے میں کچھ دیر بھی لگے گی تو تھوڑے دنوں میں کوشش سے انشاء اللہ یہ راستے پھر جاری ہوجاویں گے اور ان لوگوں کے یہ بات ذہن نشین کرنے میں آپ ہمت فرمادیں کہ سینکڑوں مدرسوں کا سست پڑ جانا یا بند ہو جانا اہل زمانہ کے لئے نہایت وبال اور نہایت باز پرسی کا خطرہ رکھتا ہے کہ قرآن دنیا سے مٹتا چلا جائے اور ہمارے پیسوں میں اس کا کوئی حصہ اور ہمارے دلوں میں اس کا کوئی درد نہ ہو یہ سب خطرناک ہیں اور آپ کی تھوڑی سی کوشش سے یہ کثیر مقدار قائم رہ سکتی ہے اور یہ اگر تھوڑے دنوں سرسبز رہ گئے خربوزہ کو دیکھ کر خربوزہ رنگ پکڑتا ہے اگر یہ سرسبز ہو گئے تو اور بھی بہت سے لوگ جاری کریں گے اور یہی مضمون باہر کے جو لوگ اہل ثروت کثرت سے آپ سے تعلق رکھتے ہیں ان کو آنے پر زبانی ذکر کرنے کا اور ڈاک کے ذریعہ ان سے خطاب کرنے کا آپ عزم بالجزم فرمالیں نواب چھتاری کے یہاں بہت سارا وقف ہے میرے والد کے زمانہ میں سینکڑوں ماہوار حضرت والد نور اللہ

مرقدہ کے واسطہ سے بیوگان اور تیامی اور مساکین کے مقرر تھے، میرے آنے کے بعد میرے بھی پانچ روپے آتے رہے سلسلہ جنبانی نہ ہونے سے یہ پانچ تک جاتے رہے" اہل ثروت سے خیر میں خرچ کرنے کا خطاب اور "ان پر زور دینے" کی آپ مشق فرمائیں تو یہ تحریک شعبہ دین کا ایک زبردست کام ہے مرنے کے بعد دین کی کوشش میں جتنا حوصلہ بلند ہو چکا ہوگا اتنا ہی کار آمد ہوگا

فقط والسلام

(نوٹ) پھر مکرر عرض ہے کہ پہلی صورت جو میں کر رہا ہوں اس کو اختیار نہ فرمادیں تب ہے یہ دوسری صورت، وہ نہ ہو تو یہ ہی کرو جو میں کر رہا ہوں وہ اصل دین ہے الحمدللہ ثم الحمدللہ کو اصل دین کے لئے بلند رکھو کمر ہمت کو چست فرماؤ جناب محمد ﷺ کی روح پاک اس قدر سرسبز (خوش) ہوئی کہ خیال و گمان وہاں تک نہیں پہنچ سکتا۔ اور اللہ چاہے۔ ایسی کھلی ترقی دیکھو گے کہ کوئی طاقت اس کا ادراک نہیں کر سکتی" **اور اگر آپ سے یہ تبلیغی کام نہ ہو سکے تو دوسرا ہی کام کرو یہ شعبہ دین ہے اور زبردست شعبہ ہے"** میرے اس خط کو ہمیشہ دیکھتے رہنے کے لئے اپنے پاس محفوظ رکھیں اور پھر ہمیشہ دیکھتے بھی رہیں (از مکتوب دوستوں اور عزیزوں کی خدمت میں (اواخر ۱۹۳۲ء)

سلام مسنون کے بعد یہ شعر ہدیہ عید ہے اور میرا بدل ہے

نہ دوری دلیل صبوری بود   کہ بسیار دوری ضروری بود

وطن کی کشش اور دوستوں کی عنایات کی جذبہ عزیزوں کا دیدار کا تقاضا اہل و

خوشامد چاپلوسی کا شاہکار مکتوب:۔

مولانا محمد الیاس صاحبؒ کا خط خان بہادر رشید احمد کے نام خوشامد، تملق، مدح سرائی قصیدہ گوئی اور چاپلوسی کا شاہکار خط نے مولانا کی حیثیت اہل بصیرت پر واضح کر دی، کیا ایک اللہ والا عالم دنیا دار صاحب ثروت کو ایسا خط لکھ سکتا ہے؟ کبھی نہیں ہر گز نہیں۔ عالم تو ایسا سوچ بھی نہیں سکتا دنیا دار مالدار جو

دینی امور میں مالی تعاون کرتے ہیں انکو علماء کرام کا احسانمند ہونا چاہیے کہ انکے لئے ایک کارخیر کی سہولت فراہم کی علماء کرام اگر اللہ کیلئے کام کرتے ہیں تو مالدار کے احسانمند نہیں ہوتے ہیں اس برعکس ایسے عالم جو دین کا کام اپنے مفاد کے لئے کرتے ہیں وہ مولانا الیاس صاحبؒ کی طرح مالداروں کی چاپلوسی کرتے ہیں یہ خط مولانا کا تحریر کردہ ہے تحریر میں تو انسان احتیاط کرتا ہے زبانی کلامی جورویہ مولانا کا ہوگا اس کا اندازہ اس تحریر سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے نیز یہ بات بھی دھیان میں رہے کہ حاجی رشید احمد بہادر ایک سرکاری القاب یافتہ فرد تھا۔اس کا مکتب قرآنیہ کے ذریعے مولانا سے تعلق قائم کرنا اور پھر مکتبوں سے مولانا کا اعراض کرنا اور تبلیغ کے نام سے ایک احمقانہ طریقہ ایجاد کرنا اور اس جدید کام میں حاجی رشید احمد بہادر کا بڑھ چڑھ کر حصہ لینا اور بھرپور تعاون کرنا مولانا کی ذات کو مشکوک اور مولانا کے کام کو محل نظر بنادیتا ہے اس وقت قوم وطن کی آزادی کیلئے سرگرم تھی غاصب حکمران ایسی صورت حال سے پریشان تھے مولانا نے جو جماعت بنائی وہ سیاست اجتماعی امور قومی معاملات سے بالکل لاتعلق تھے اس وجہ سے سرکاری ملازمین نے اس جماعت سے بھرپور تعاون کیا یہ حکومت کا منشا تھا کہ لوگ غیر سیاسی امور میں مشغول رہیں تاکہ وہ اپنے اقتدار کو طول دے سکیں۔دس گیارہ سطریں خوشامد اور قصیدہ گوئی بعد عرض کرتے ''ایک نہائت ضروری معروض نظام الدین کے مسئلہ حاضرہ کی بابت جناب کی توجہ مبذول کرنا ہے اور وہ یہ ہے کہ اہل زمانہ کی طبائع کی میل کو اب سے پندرہ برس پہلے سے اپنی کوتاہ نظر سے لیکن اللہ تعالیٰ کی توفیق دی ہوئی بصیرت سے یہ اندازہ لگاچکا تھا کہ یہ رفتار مکاتب کی جو چل رہی ہے اس میں دوخرابیاں ہیں۔۔۔ الخ'' مولانا صاحب کو دعوی تو اللہ کی دی ہوئی بصیرت کا ہے لیکن جو نظریہ پیش کیا ہے زمانہ نے اس کو بالکل غلط ثابت کردیا اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے مدارس ترقی کررہے ہیں اور انشاءاللہ ترقی کرتے رہیں گے مولانا کو مستقبل کی خبر تو کیا ہوتی مولانا کو تو اتنی خبر بھی نہیں تھی کہ اب کیا ہورہا ہے نہ چندہ دینے والے ختم ہوئے اور نہ آگے چل کر راستہ مسدود ہوا

شرمناک بہتان:۔

بلکہ مولانا کی بصیرت کے برعکس چندہ دینے والوں کا اضافہ ہوا اور مکتب اور مدرسے بھی رونق فیروز ہوئے۔ اور دوسری وجہ میں مولانا صاحب نے ایک دنیادار کے سامنے وہ شرمناک بہتان علماء کرام اور طلبہ پر لگایا ہے حیرت ہے کہ بلا استثنا کیسا کہہ دیا'' کہ علوم جن غرض کے حصول کے لئے تلاش کئے جاتے ہیں ان علوم کے ساتھ وہ اغراض وابستہ نہ رہنے کی باعث علوم بیکار ہوتے چلے آتے ہیں'''' اب علوم سے وہ منافع اور اغراض حاصل نہیں ہوتے جن کی وجہ سے علوم کی توقیر اور تحصیل تھی ان دو باتوں پر نظر کرتے ہوئے میں نے اس طرز کی طرف اپنی توجہ کو متوجہ کیا کہ جس کو آپ دیکھ رہے ہیں'' اس نظریہ کے مطابق تمام دارالعلوم قوم کا سرمایہ اور طلبہ کا وقت برباد کررہے ہیں کوئی ٹھکانہ ہے بے دینی کا۔ زمانہ میں کسی کو نہ علم ہے اور نہ بصیرت کہ یہ سمجھ سکیں دارالعلوموں میں مدارس میں جو طلبہ ہیں انکی اغراض علم دین حاصل کرنا نہیں ہے اب علماء کرام شکائت کرتے ہیں کہ اس جماعت کے ذمہ داروں کے نزدیک مدارس کی کوئی اہمیت نہیں جب جماعت کا بانی ایسا ہو تو کارکن بھی ویسے ہی ہونگے۔ یہ بات تو حضرت مولانا عاشق میرٹھیؒ نے خود مولانا الیاسؒ سے کہہ دی تھی کہ آپ کے نزدیک نہ مدرسوں کی اہمیت ہے نہ خانقاہوں کی اہمیت ہے اور جو آپ کا طریقہ ہے یہ ہمارے اکابر کے خلاف ہے یہ غلو فی تبلیغ ہے۔

حرام طریقہ سے چندہ لینے کا مشورہ:۔

قارئین کرام سے التجاء ہے کہ مولانا کا یہ خط بار بار پڑھیں اور مولانا کی بدفہمی پر ماتم کریں پہلے تو یہ فیصلہ کردیا کہ'' ان علوم کے ساتھ وہ اغراض وابستہ نہ رہنے کے باعث علوم بیکار ہوتے چلے آتے ہیں'' اسی وجہ سے مولانا نے خود کو کنارہ کرلیا اب صاحب بہادر سے فرماتے ہیں میں جو کام کررہا ہوں اگر وہ آپ نہ کرسکیں تو اپنا اثر ورسوخ استعمال کرکے لوگوں سے چندہ جمع کرکے مکتب آپ سنبھال لیں۔ اثر رسوخ اور سرکاری حیثیت کا استعمال کرکے چندہ لینا شرعاً حرام ہے ایک حرام کام کا مشورہ دینا اور انہی مکتبو

ں کا چلانا اب ضروری ہو گیا ہے اتنی برائیاں بیان کرنے کے بعد پھر اسی کام کی درخواست کرنا عجب تماشہ ہے اسی کام سے جس سے مولانا کا دل بھر گیا اور توجہ مبذول کر لی اسی کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں اہل ثروت سے خیر میں خرچ کرنے کا خطاب اور ان پر زور دینے کی مشق فرمایئں تو یہ تحریک شعبہ دین کا ایک زبردست کام ہے۔ زور دیکر چندہ حاصل کرنا حرام ہے اور حرام کا چندہ دین کا زبردست شعبہ کیسے بن گیا۔ یہ دین کی بنیادی باتوں سے بھی مولانا نابلد ہیں اسی لئے حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے فرمایا جاہلوں کی تبلیغ سے جہالت پھیلے گی۔ آپ کا حکیمانہ قول سچ ثابت ہوا ہزاروں افراد تمام سال فقیروں کی طرح پھرتے رہتے ہیں اور سالانہ ان جاہلوں کی نمائش ہوتی ہے یوں یہ جماعت قوم کا سرمایا اور افرادی محنت کو برباد کرتی ہے۔ اس طویل خط کے اخر میں خان بہادر سے عرض کرتے ہیں " اگر آپ سے یہ تبلیغی کام نہ ہو سکے تو دوسرا ہی کام کرو یعنی اپنا رسوخ ڈال کر اہل ثروت اور مالدار پر اپنی حیثیت کا زور لگا کر روپیہ بٹور بٹور کر ہمیں فراہم کریں یعنی حرام مال سے ہماری مالی مدد کریں

(مکتوب) بزرگو ذوق کی لیکن سیرابی لانے والی نہیں ہیں اور اس درد کے لئے مرہمی کر نہیں سکتیں عمل سے اس قدر اجنبی ہو چکے ہیں ذوق کے ساتھ صرف ہاں کر لینا ہی منتہائے عمل رہ گیا ہے عمل کے واسطے اگر خصوصی جانبازی کے لئے اگر کچھ ہستیاں نمونہ نہیں بنیں گی تو لبیک کے میدان سے عمل کی سڑک پر پہنچنا نہایت دشوار ہوگا۔

مخزن آمال وامانی ارشدنا اللہ وایاکم اسلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔

مجھے اس وقت تک ہمیشہ کام کرنے سے ایک ایسے ذہنی ذہول کا تجربہ ہے کہ اس کے اندر تھوڑے سے فرق کی وجہ سے کام کی نوعیت بالکل بکار سے بے کاری کی طرف منتقل ہو جاتی ہے بہت تھوڑا کر کے بہت کچھ کمانے کے بجائے (کوہ کندن دکاہ باوردن) کا نقشہ ہو جاتا ہے میں بہت ہی متردد ہوں کہ میں اس کو کس طرح ذہن نشین کر دوں زیادہ تر تو اس کی تکلم اور مخاطیت سمجھیں بہرحال قیادت کتابت

میں بھی کوشش کرتا ہوں کہ سمجھ میں آجائے خدا کرے کہ میری ناقص تحریر سے آپ کی جودت خیال منتفع ہو وہ ''دوامر ہیں ایک تو وہ جو نہ ہونا چاہئے اور وہ کرتے ہیں دوسرا وہ جو ہونا چاہیے اور نہیں کرتے امر اول کلمہ اور نماز کے صحیح کرانے کو اگر کرتے ہیں تو بمنزلہ مقصود کے کرتے ہیں کہ جیسا کہ اس تحریک کا مقصد ہو۔ حالانکہ یہ مقصد نہیں اور جو نہیں کرتے ہو یہ کہ ان مخاطبین کے لئے یہ فیصلہ کرلیں'' کہ جب تک اپنے مشاغل کو چھوڑ کر ترک وطن اختیار کر کے اس تحریک کو لے کر باہر نہیں نکلیں گے۔ مشاغل کی ظلمت اور اس کا شدت تکدر توجہ کا اور قلب کے دھیان کا مشاغل کے ساتھ لزوجیت ''کلمہ کے صحیح کرنے اور ان کے انوار و برکات کے قبول کرنے کی اہلیت ہرگز پیدا نہیں ہونے دے گی اور نکلنے'' کے بعد بھی دوسروں میں کوشش کرنے کو جب تک حق تعالی کی رحمت کا ذریعہ نہیں بنائے گا اور دوسروں میں محنت کرنے کے ذریعہ اللہ کی رحمت کا سہارا نہ ڈھونڈے گا تو بقاعدہ سنت الہیۃ '' من لا یرحم لا یرحم '' اور بقاعدہ (ارحموا من فی الارض) یرحمکم من فی السمآء اس نیت سے جب تک دوسروں میں کوشش کر کے حق تعالی کی رحمت کا سہارا پکڑ کے پھر فراغت کے وقتوں میں محنت نہیں کرے گا (اس وقت تک یہ کلمہ اور نماز کی اصلی برکات جس سے ساری زندگی درست ہوتی چلی آوے حاصل نہیں ہوں گی) میں بہت دل سے متمنی ہوں کہ اس کی دعوت دینے کا باہم مشورہ کر کے سب ہمت کریں۔ شروع میں بہت دشواری ہوگی لیکن مقصد اسی کا احیاء ہے اور ''یسرُ دین اسی کے زندہ کرنے سے وابستہ ہے اور تمام ادارے جو مشکلات میں پڑے ہوئے ہیں وہ اسی کے فقدان سے اس مضمون کا سب حضرات باہم مذاکرہ و مشورہ کر کے پھر اس کی دعوت کی ہمت کریں) سب جماعتیں کبھی کبھی اپنی کاروائی روانہ فرماتی رہیں بقلم قاضی معین اللہ ندوی ''

کلمہ اور نماز کی تصحیح اس تحریک کا مقصود نہیں:۔

اب مولانا صاحب فرماتے ہیں دو امر ہیں ایک تو وہ جو نہ ہونا چاہئے وہ کرتے ہیں دوسرا وہ جو

ہونا چاہئے اور نہیں کرتے ہیں مولانا موصوف ایک

متلوں مزاج شخص ہیں ایک کام خود زور وشور سے شروع کرتے ہیں اور اسی کام کو سب سے اہم سمجھتے ہیں کچھ عرصہ بعد اس کو ترک کر دیتے اور اسکی مذمت اور برائی شروع کر دیتے ہیں۔مولانا نے اپنی گمنامی سے ظہور کا آغاز میوات میں مکتب قائم کرنے سے شروع کیا پھر دل بھر گیا نہ صرف ترک کیا بلکہ ان میں مشغول ہونا سخت غلطی قرار پایا پھر میواتیوں کا کلمہ اور نماز صحیح کرانا شروع کیا اور کلمہ اور نماز سیکھنے کیلئے انکو گھروں سے نکال کر دینی مرکزوں میں رکھنا شروع کیا یہ کام چل نکلا تو ان پڑھ میواتی جو کلمہ اور نماز سیکھنے گھر سے نکلے تھے وہ اسلام کے داعی اور مبلغ بن گئے اب مولانا صاحب موجد تبلیغ اور مجدد زمانہ بنکر اب کہتے کلمہ اور نماز کی تصیح اس جماعت کا مقصد نہیں کوئی اس بندہ خدا سے پوچھے کارکنوں نے یہ کام خود ایجاد نہیں کیا تھا جناب کی ہدائت پر ہی کام شروع کیا اب جدید الہام یا کشف ہو گیا اپنے شروع کئے ہوئے کام سے انحراف کر رہے ہیں۔اب مولانا کا صرف اور صرف ایک ہی مقصد ہے اور یہ مقصد کتنا ضروری اور اہم ہے اسکا اظہار بار بار اپنے مکتوبات اور ملفوظات میں کر چکے اور بندہ بھی اس پر سیر حاصل تبصرہ کر چکا ہے مزید لکھنے کی ضرورت نہیں البتہ اتنا مکرر لکھتا ہوں کہ یہ مقصد غیر اسلامی اور غیر معقول ہے عقل اور نقل میں ایسے احمقانہ طریقہ کی بالکل گنجائش نہیں وہ مقصد ہے لوگوں کو دین کے نام پر تبلیغ کے نام پر گمراہ کر کے گھروں سے نکالنا جب کہ کامل مکمل دین کو عملاً معطل کر کے ایک جز کو دین تصور کرنا کہاں کا دین ہے؟اسی طرح ایمان والوں کو ایمان بنانے کے چکر میں ڈالنا کہاں کی تبلیغ ہے؟

(مکتوب)اچھی طرح سے پہچانتے ہیں ہاں تبلیغ اگر کرنی ہو تو ضرور آپ تشریف لاویں مورخہ ۲۷دسمبر ۱۹۳۸ء۔بخدمت فلاں وفلاں و جملہ محبان بندہ بلکہ محبان خدا ورسول دوستداران مذہب وملت دام مجدکم

<u>"اسلام علیکم مسلمان کی قطعاً اصل زندگی اور اللہ جل شانہ کی مخلوقات کے ساتھ خاص رحمت کے</u>

ساتھ متوجہ کرنے والی زندگی اور مشغول ہونے والے اور باقی مسلمین کی بلاؤں کی ہٹانیوالی اور مقاصد کو ترو تازہ کرنیوالی زندگی محض سراسر صرف ان امور میں کوشش کرنیکے بقدر ہے اس طرز زندگی سے غافل ہوتے ہوئے بہبودی کا انتظار اور بلاؤ نکے کم ہونیکا وہم ایک مخبونانہ اور غلط خیال ہے۔لہذا میں یہ رسالہ بھی روانہ کررہا ہوں اور اپنے دوستوں کو اور خدا اور رسول ﷺ کی دوستی کی تمنا رکھنے والوں کو تقاضے کے ساتھ کہتا ہون کہ ہرگز اس میں کوشش کے ساتھ لگے بغیر خدا کی رحمت کے منتظر نہ رہیں اور بلاؤں کے ہٹنے کا وسوسہ نکال دیں۔ان چیزوں میں کوشش ہی دافع البلایا اور مفرج الکرب اور دافع عموم اور ہموم ہے۔ مجھے یہ مضمون لکھاتے ہوئے طبیعت بے چین ہوتی ہے لہذا اسی پر اکتفا کرتا ہوں‘‘

محترمانم ومحبان صادقائم ارشدنا اللہ دایاکم اسلام علیکم ورحمتہ اللہ علیہ و برکاتہ۔الورکا واقعہ ایک عبرت اور نہایت سبق دینے والا واقعہ ہے۔ ہمیشہ یادرکھو کام کرنے والے کو ہر کام کرتے ہوئے ایک مشکل اور کسی بچساوڑے کا پیش آجانا یہ اللہ کی عادات میں سے ہے۔اور وہ وقت جو ہے ایک کتاب ختم ہو کراس سے اگلی کتاب کے شروع ہونے کے ہم معنی ہے۔اور اگلی کتاب کے شروع ہونیکی

گمراہی کی انتہا:۔

نشانزدہ عبارت میں دو دعوے بلا دلیل کر دیئے ہیں دراصل مولانا موصوف اپنے خود ساختہ طریق میں اتنے محو ہو گئے ہیں کہ تمام کامیابیاں اور تمام مصائب کا علاج صرف اور صرف اس بے روح عمل میں منحصر نظر آتا ہے حالانکہ مولانا کا متحدثہ طریقہ دین کی تباہی اور انسانوں کی بربادی کے سوا کچھ نہیں ہے لیکن عجب بات ہے اس زہر ہلاہل کو تریاق کہہ رہے ہیں اور اللہ کی رحمت کو مشروط کردیا اور بلاوں کو ہٹا نیوالی بھی اپنی سکیم کو قرار دیا ہے۔ یہ تو گمراہی کی انتہا ہے مولانا محمد الیاس کے ضال مضل ہونے میں کوئی شک نہیں اپنے خود ایجاد کردہ طریقے کو ہی سب کچھ سمجھ لیا جائے جبکہ مولانا کا ایجاد کردہ طریقہ تو جائز ہی نہیں کامل مکمل دین متین کے ایک، دو جبز کو مکمل دین قرار دینا کیسے جائز ہوسکتا ہے مدنی دور آنے کے بعد

آدمی واپس مکی دور میں کیسے جاسکتا یہ تو زمانہ کو الٹا چلانے کے مترادف ہے اور یہ کسی کے اختیار میں نہیں کہ زمانہ کے

دور کو الٹا گھو ما سکے مدنی دور ترک کرنا اور مکی دور میں جانے کا سیدھا سیدھا مطلب یہ ایک گمراہی ہے جس پر مولانا اور مولانا کی گمراہ جماعت گامزن ہے جو عالم انکے نصاب کا باریک بینی سے جائزہ لیگا وہ اسی نتیجہ پر پہونچ جائیگا۔

(مکتوب) عزت والوں میں تمہاری عزت ہوگی اور مرنے کے وقت تمام بلاؤں سے چھوٹ کر گویا کہ ایک سلطنت کی شاہانہ زندگی کی ابتدا ہوگی اس کام کے کرنے والے کے لئے اور مرنے کے وقت تمام آلائش سے چھوٹنے کا وقت ہوگا اور اگر ایسا نہ کیا تو یہ زندگی ہماری خنزیری زندگی سے بدتر چل رہی ہے ۔لہذا میری تحریر میں سعی کو ضروری سمجھ کر اپنے کو سرسبز کرنے والی زندگی کو دوڑ کر حاصل کرلو اپنے جملہ مبلغین کی ایک باوقار اچھی جماعت لے کر گوالدہ پر تو خصوصا اور دوسرے مرکزوں میں عموما اپنی موجودگی میں کوشش کر کے جتنے ہوسکیں روانہ کردیں اور آتے ہوئے ایسا بندوبست کر کے آویں کہ مرکز کی جماعت نکلنے والی جماعتوں کا تارنہ ٹوٹنے دیں تبلیغ سے واپس ہونے والی مقدار سے تبلیغ کے لئے نکالنے والی جماعت کی مقدار ہمیشہ چوگنی اور دس گنی ہونی چاہیئے اس قسم کی میری تحریر مولوی نور محمد صاحب جیسوں کے پاس خصوصیت سے بھیجدیں۔مولوی ابراہیم چند دن کے لئے میرے پاس آجاتے

فقط اسلام بندہ محمد الیاس عفی عنہ

۷۸۶

کاشف العلوم

دہلی متحرمان اسلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

''مزاج گرامی؟ آپ حضرات کی تحریر سے سرگزشت تبلیغ اور واگذاشت ضروری معلوم ہوئی۔

آپ لوگ خوب یقین فرما لیجئے۔ کہ ہماری تحریک اور اسلامی تبلیغ نہ کسی کی دل آزاری کو پسند کرتی ہے اور نہ کسی فتنہ فساد کے الفاظ سننا چاہتی ہے آپ لوگوں نے بدعتی کے لفظ سے بعض جگہ کے لوگوں کو یاد کیا ہے۔ آئندہ سے ایسے الفاظ سے احتراز چاہیئے جو اشتعال انگیز فتنہ خیز ہوں۔ بلکہ اس قسم کہ مبہم الفاظ لکھنے چاہیئے جس سے کسی خاص فرقہ یا جماعت پر طعن نہ ہو۔ مثلا بعض جگہ“

حق بات سے اعراض:۔

نشانزدہ عبارت میں مولانا موصوف نے تبلیغ کی آڑ میں حق گوئی سے اعراض کی تلقین کرتے ہیں حق کہنے میں جماعت کی کمی کا اندیشہ ہے اتنی جرات نہیں کہ حق کہہ کر آزمائش کو دعوت دیں اپنے عیش و عشرت اور آرام دہ سفر کو داؤ پر لگائیں لیکن مولانا کی ھدائیت اور حق پوشی کا کوئی نتیجہ بھی برآمد ہوا تمام اہل بدعت کو اس کا علم تھا کہ اس جماعت کا تعلق علماء دیوبند سے ہے اگر مولانا کا مقصد تبلیغ ہوتا تو اللہ تعالی کا یہ فرمان پیش نظر ہوتا ما انزل الیک۔ اور ما انزل میں ظالموں فاسقوں مشرکوں ہر ایک کی مذمت کی گئی ہے اور ظالموں کا ذکر تقریبا سو بار سے زائد اور فاسق الفاسقوں وغیرہ تیس بار سے زائد جھوٹے اور کذابوں کا بھی بیس مرتبہ سے زیادہ۔ قرآنی اسلوب کو ترک کر کے صلح کل کا رویہ جو ایک منافقانہ طریقہ ہے کو اختیار کرنے سے سوا خسر الدینا و الاخرۃ کے اور کیا حاصل ہوگا مقصد تبلیغ ہونا چاہئے نہ کہ لوگوں کو اپنے طریقے کا قائل کرنا

(مکتوب)”مثلا بعض جگہ کے لوگ ابتک شبہاب وشکوک میں پڑے ہوئے ہیں ہم اپنی کمزوری اور کوتاہی کی وجہ سے ان کے اشکالات حل نہ کر سکے اور شکوک دور نہ ہو سکے۔ اپنی عیب جوئی اور اس پر توجہ واستغفار وندامت اپنے عیب اور کوتاہیوں کا ازالہ جبر نقصان ہے۔ دوسروں کے عیب کی کوشش بے ہنری اور کام کو بے رونق کرنیوالی چیز ہے۔ دوسروں میں عیب نکالنے سے اپنا مایہ بھی جاتا رہتا ہے اور اپنے میں عیب ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر نکالنے سے پونجی میں کمی نہیں ہوتی اور اگر اس پر ندامت کے ساتھ

استغفار و توبہ کی تو آئندہ کیلئے رحمت و برکت نازل ہوتی ہے بہر کیف تحریر و تقریر میں نہ ایسے الفاظ نکلیں جن سے اندیشہ و خطرہ ہو فساد کا اور نہ ایسے خیالات کا اظہار ہو جن سے بدگمانی اور بدظنی بڑھے سارے مسلمان اپنے ہی بھائی ہیں جب نرمی اور طریقہ سے لایا جائیگا تو خود ہی حق پر آجائینگے نوح سے جماعت مانگی ہے اسکا جواب یہ ہے کہ وہاں کے لوگوں کو آپ لوگ خود ہی ابھارے اور نگرانی اور جماعتوں کی کثرت کی جانب توجہ دلائے"۔ یہاں مولوی ابراہیم صاحب سے کہہ دیا گیا ہے کہ وہ جماعتیں لیجانے کی کوشش کریں منشی بشیر احمد صاحب کے پچھلے خط کا جواب یہ ہے جو بلفظہ نقل کیا جاتا ہے اے میرے دوست بشیر! جس خدائے پاک نے ابنیا علیہم السلام کو اس راستہ پر جمانے کے لئے بھیجا ہے۔ اسکی حکمت نے شیطان کو اس سے پھسلانے اور ہٹانیکے لئے بھیجا ہے جب تک تم دعا اور توجہ کیساتھ اس راستہ کے موانع کو مغلوب کر کے کوشش نہ کرو گے اسوقت تک اس راستہ پر چل نہ سکو گے۔ حضرت والا بہت نازک حالت میں ہیں دعا کیجئے اور کرائیے۔ فقط ولسلام بندہ محمد الیاس غفرلہ بقلم محمد عبید اللہ بلیاوی یہ خط منشی بشیر احمد صاحب کو بھی دکھلایا جائے

۸۷۶

از نظا الدین دہلی

مکرم متحرم الحافظ مولانا القاری محمد طیب صاحب متع اللہ بطول حیاتکم الطیبہ وافاض

اسلام کے خلاف نصیحت:۔

اس نشانزدہ عبارت میں جس طریقہ کی نصیحت کی گئی ہے یہ اسلام کے بالکل خلاف ہے کہ لوگوں کی گمراہی کو اپنی کمزوری اور کوتاہی سمجھیں۔ دوسرے لوگوں کی گمراہی نشان دہی نہ کرنا تا کہ جماعت کی رونق ماند نہ پڑ جائے یہ دینداری نہیں خالص دوکانداری ہے اور مولانا کو اس حق گوئی سے اعراض اور مداہنت پر برکت اور رحمت کے نزول کی امید بھی ہے۔

ایں خیال است ومحال است وجنوں۔

آئین جواں مرداں حق گوئی و بیبا کی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

انتباہ

نام نہاد تبلیغی جماعت کی شرعی حیثیت کے بارے میں تین قسم کے علماء کرام اور مفتیاں عظام کی رائے شریعت میں کوئی سند نہیں۔

(۱) عدم تحقیق اور حسن ظن کی کمی وجہ سے جماعت کو صحیح کہتے ہیں بغیر تحقیق کے صرف حسن ظن کی بنا پر کوئی غلط چیز درست نہیں ہو جاتی ہے

(۲) وہ علماء کرام اور مفتیاں عظام جو خود اس بدعتی جماعت میں شامل ہیں اور اس بدعتی جماعت کی تائید اور حمائت میں فتوئے دیتے ہیں انکے فتوؤں کا بھی کچھ اعتبار نہیں کیونکہ بدعتی مفتی کے فتوئے نا قابل اعتبار ہوتے ہیں مثلاً اس جماعت کا مشہور مفتی مولانا محمود حسن گنگوہیؒ جو بدقسمتی سے دارالعلوم دیوبند کا مفتی بھی رہا ہے ان مفتیاں کرام میں اکثر ایسے مفتیاں صاحباں ہیں جو قرآن وحدیث کے مفہوم کو مسخ کر کے اسکی حمائت کرتے ہیں۔ اب تو پاکستان کے اکثر مشہور جامعات کے مہتمم اور مفتیاں اس گمراہ جماعت کی گمراہی میں شریک ہیں۔

(۳) وہ علماء صاحباں جنہوں نے مولانا محمد الیاسؒ دہلوی کے ملفوظات، مکاتیب، اور ان کی دینی دعوت مرتبہ کردہ حضرت ابوالحسن علی میاں ندویؒ کا بغور مطالعہ کر کے بھی اس جماعت کو درست کہتے ہیں وہ حضرات یقیناً دینی علوم کی فہم اور عقل سلیم سے تہیدست ہیں ان اقوال بھی معتبر نہیں

نوٹ:۔ یہ اصول عقل اور نقل کے مطابق ہے کہ باطل اور گمراہی کی حمائت اور تائید اور تعاون کرنے والا گمراہ ہوگا۔

متفرقات

''تبلیغی جماعت کے بانی محمد الیاس کے گمراہ کن خیالات ونظریات۔

(۱)''یہ کام اس زمانے کے لئے کشتی نوح ہے جو اس میں آ گیا وہ محفوظ ہو جاوٗے گا اور جو اس سے جدا رہا اس کی حفاظت کی کوئی شکل نہیں'' بحوالہ تبلیغ کا مقامی کام تالیف میانجی محمد عیسیٰ مکتبہ دینیات رائیونڈ صفحہ۳۹

اتنا بڑا دعویٰ گمراہ شخص کے علاوہ کوئی نہیں کرسکتا۔

(۲)''بندہ کے نزدیک اصل جہاد یہی ہے جہاد اور چیز ہے قتال اور چیز ہے بحوالہ خط جو مولانا زکریاؒ کو لکھا دعوت وتبلیغ کے حضرت جی ثالث انعام الحسن صفحہ۵٦ مکتبہ الشیخ ۳ /۳٦۷ بہادر آباد کراچی۔

اسلام میں قران کریم نصوص اور احادیث مبارکہ کی رو سے جہاد اور قتال تقریبا مترادف لفظ ہے بہرحال یہ بات تو یقینی ہے کہ جہاد اصلی تو قتال ہی کا نام ہے مجازا کہیں دوسرے کام کو کہہ دیا جاتا ہے لیکن بانی جماعت کی گمراہی ملاحظ فرمائیں ''اصلی جہاد'' ایک احمقانہ طریقہ کو قرار دیتے ہیں اور آپکی جماعت نے اصلی جہاد کے خلاف ذہین سازی شروع کردی قرآن کے ایک صریح حکم کے خلاف ذہین سازی کرکے بھی تبلیغی جماعت کہلائے ہاں کفر کی تبلیغی جماعت کہہ سکتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کے فرض کردہ حکم کے خلاف تو کفر ہی ہوسکتا ہے ان علماء کرام کی عقل اور سمجھ پر ماتم کرنیکے کا مقام ہے جب انکو اس جماعت کی اس گمراہی کی خبر کے بعد بھی ان پر فتویٰ نہیں دیتے بلکہ بعض ''شیخ الاسلام'' تو کہتے ہیں ابھی خیر غالب ہے۔

(۳)''میں کون سے قوت سے سمجھاوٗں اور کونسی زبان سے بیان کروں اور اس کے علاوہ کون سی قوت سے اپنے دماغ میں بساوٗں اور متیقن اور بدیہی امر معلوم کو مجہول اور مجہول کو معلوم کیونکر بناوٗں

میرے نزدیک صاف صاف ان فتنوں کے دریائے اٹک اوران ظلمات کی جمنا کے سیل کو روکنے کی سد سکندری سوا میرے والی تحریک میں قوت کے ساتھ اپنی قوت جہد کواور اندرونی جذبات کواور ہمت کے ساتھ جملہ مساعی کو متوجہ کردینے کے کوئی صورت نہیں غیب سے اس تحریک کی صورت کا نمایاں ہوجانا ہی صرف اس وبا کا علاج ہے جیسا کہ عادت ازلیہ ہے کہ حق تعالی شانہ وبا کے مناسب علاج بھی پیدا فرمایا کرتے ہیں حق تعالی شانہ کے یہاں کے پیش کئے ہوئے علاج اور نعمت کا توجہ سے استقبال نہ کرنا کچھ بہتر نہیں ہوا کرتا''

اس گمراہ کن عبارت پر کسی تبصرہ کی ضرورت نہیں یہ انحصاریت ہی بانی جماعت کو لے ڈوبی دوسرے یہ خود کہتے ہیں یہ تبلیغ کی ابجد ہے پوری تبلیغ نہیں جو جماعت اسی ۸۰ سال سے ابجد پر گامزن ہو اسکی گمراہی میں کیا شک مولانا حضرت قاری محمد طیبؒ فرماتے ہیں یہ تبلیغ درحقیقت تعلیم کا ایک مقدمہ ہے جیسے وضو نماز کے لئے تو جو جماعت اسی سال سے وضو کررہی ہو اور نماز شروع نہ کی ہو تو اسکی گمراہی میں کیا کلام ابھی تعلیم دین شروع نہیں کی صرف مقدمہ ہی پر اڑی ہوئی ہے اور تو گمراہی میں پختہ ہوگئے ہیں ابجد ہی کو علم تصور کرکے اسی پر جامد ہوگئے ہیں کالانعام ہوکر ہدایت سے اعراض کرلیا ہے۔

(۴) مولانا فرماتے تھے کہ مدنیہ طیبہ کے اس قیام کے دروان میں مجھے اس کام کے لئے امر ہوا ہے۔اور ارشاد ہوا کہ ہم تم سے کام لیں گے۔ کچھ دن میرے اس بے چینی میں گزرے کے میں ناتواں کیا کرسکوں کا کسی عارف سے ذکر کیا تو انہوں نے فرمایا کہ پریشانی کی کیا بات ہے یہ تو نہیں کہا گیا تم کام کروگے یہ کہا گیا ہے کہ ہم تم سے کام لیں گے پس کام لینے والے کام لیں گے بحوالہ دینی دعوت صفحہ ۸۴

مولانا کی تضاد بیانی ایک طرف فرماتے ہیں مجھے اس کام کے لئے امر ہوا ہے۔ دوسرے لمحے فرماتے ہیں کچھ دن بے چینی سے گزرے۔اس بات کا ذکر نہیں کہ امر کس طرح ہوا الہام کی صورت میں یا کشف بہرحال مولانا کا حال غلام احمد قادیانی کی انگریزی وحی کی طرح ہے غلام احمد قادیانی کہتا تھا کہ مجھ

پر انگریزی میں وحی نازل ہوئی ایک ہندو لڑکا انگریزی کا مطلب بیان کرتا تھا اسی طرح امر تو مولانا کو ہوا اور مطلب کسی عارف سے معلوم کرتے ہیں۔ حج کے بعد مولانا سے کام کس نے لیا۔ نصر اللہ پٹواری اور اس کے میواتی ساتھیوں نے موصوف کو گشت سکھایا۔ اور نماز کی دعوت سکھلائی بانی جماعت نے نصر اللہ پٹواری کے کام میں ایک نمبر کا اضافہ کر دیا کہ کلمہ بھی سن لیا کریں یہاں سے گمراہی کی ابتداء ہوئی

(۵) ''وہیں مجھے یہ ڈر پیدا ہوتا ہے کہ اللہ تعالی کے اس قدر بڑے مہمان کا استقبال اور اکرام اور تشریف اسکے مناسب نہ ہو کر موجب حرمان و بدنصیبی نہ ہو'' بحوالہ دینی دعوت صفحہ ۱۱۳

موصوف نے نصر اللہ پٹواری سے سیکھ کر ایک طریقہ گھڑا اور اللہ تعالی کے ذمہ لگا دیا۔ کسی انسان کا خود ساختہ طریقے پر عمل نہ کرنا حرمان اور بدنصیبی کیسے ہوسکتی ہے یہ تو اللہ تعالی پر بہتان ہے۔

(۶) ''میں جناب محمد ﷺ کے روح پاک کو اپنی اس سیکم کے زندہ ہوئے بغیر بے چین پا رہا ہوں اور اس وقت دنیا میں مذہب کی تازگی اور تمام دینا کی اسلامی مخلوق کی بلاؤں اور آفات کا دفیعہ مجھے کھلی آنکھوں سے اپنی اس تحریک کی تازگی میں منحصر نظر آ رہا ہے اور کچھ اللہ جل جلالہ عم نوالہ کی طرف سے اسکی نصرت اور تائید کی کھلی آیات نظر آ رہی ہے اور امیدیں بہت اچھی کامیابی کی سرسبزیوں سے شاداب ہیں میں اس امر مبادرت ومسابقت کرنے والوں کیلئے خوش نصیبی اور سعادت کا بہت ہی بڑا حصہ نمایاں دیکھ رہا ہوں لیکن کھلی رغبت کے ساتھ مبادرت ومسابقت کرنے والے بہت ہی کم ہیں''۔ (دینی دعوت صفحہ ۲۴۸)

بانی جماعت تبلیغ کے نزدیک ہر درد کا علاج ہر مشکل کا حل اللہ تعالی کی رحمت کا نزول ہو مصائب وآفات سے بچاؤ غیرضیکہ ہر چیز کا حل صرف اور صرف انکی تحریک میں منحصر ہے اس قسم کا دعوی بھی صرف اور صرف ضال مضل شخص ہی کرسکتا ہے۔

(۷) ''وہ یہ کہ حق تعالیٰ مسلمین اور مسلمین کے ذریعہ عامہ مخلوق کی طرف رحمت اور فضل وکرم

کے ساتھ محض خالص اس طرز کے سرسبز ہونے ہی کے ساتھ متوجہ ہو سکتے ہیں ورنہ کمال قہر اور کمال لعنت اور نہائت غصب کے ساتھ اس وقت مخلوق کے ساتھ ارادہ کئے ہوئے ہیں اس قہر کی آگ کا پانی اس تحریک کے سوا ہرگز کچھ نہیں''

کتنا جاہلانہ اور کفر کی سرحد کو چھوتا ہے ہوا دعوی ہے اللہ تبارک جسکی شان ہے

يفعل مايريد ان الله يفعل ما يريد كذلك الله يفعل مايشاء و يفعل الله ما يشاء

کتنی آیات کو فراموش کر کے کہتے محض خالص اس طرز کے سرسبز ہونے ہی کے ساتھ متوجہ ہو سکتے ہی کتنا محدود کر دیا اللہ تعالیٰ کی قدرت کو اور اپنا مقام کسی قدر علی وارفع بنالیا کہ مجھے معلوم ہے اب اللہ تعالی کیا ارادہ کئے ہوئے ہیں غور کیجئے مقام معلیٰ کا۔افسوس کا مقام کہ یہ تمام جاہلانہ نظریات اور گمراہ کن خیالات اکبارین علماء دیوبند کی وفات کے بعد منظر عام پر آئے۔

فضول خرچ کرنے والے شیطان کی بھائی ہیں:۔

قوم کی بدحالی ورمعاشی بربادی کے دیگر اسباب کے ساتھ ساتھ تبلیغی جماعت بھی بہت بڑا سبب ہے مولانا محمد الیاس اور انکے نامور فرزند مولانا محمد یوسف ان دونوں حضرات کو اسلامی معاشیات کا کوئی علم نہیں تھا اور نہ قرآن وحدیث پر ان حضرات کی گہری نظر تھی۔اسلئے انکی تصنیفات ،ملفوظات اور تقاریر میں کہیں بھی اس مسئلہ پر تفصیلات نہیں ملتی اور اب تو قیادت بھی ایسے بے بصر لوگوں کے ہاتھ میں ہے جنکو کوئی قومی اجتماعی شعور ہی نہیں ۔ مثلا رائیونڈ کے سالانہ اجتماع پر لاکھوں افراد کو جمع کرنا اور کروڑوں روپے برباد کرنا جو جماعت اپنے اختیام سفر پر صرف کارگزاری سنانے کیلئے پوری جماعت رائیونڈ کا سفر کرتی ہے یہ وقت بھی ضیاع اور مال و دولت کا بھی ضیاع ہے اصل تو یہ کوئی شرعی اصول نہیں بلکہ شریعت کے تو خلاف ہے اور یہ عقل کے بھی خلاف ہے ایک ایسا کام جو ایک فرد بخوبی

سر انجام دے سکتا ہے اسکے لئے تمام جماعت سفر کرتی ہے۔

انتہائی بدترین قسم کی بدعت:۔

رائیونڈ کے سالانہ اجتماع کے اختتام پر آخری دعا میں شرکت کے لئے لاکھوں احمق رائیونڈ کا سفر کرتے ہیں رائیونڈ سے فاصلہ کے مطابق بیس پچیس گھنٹے پہلے سے مختلف گاؤں کی مساجد میں اعلان ہوتا ہے آخری دعا میں شرکت کے لئے فلاں جگہ جمع ہو جائیں فلاں آدمی نے ٹریکٹر اور ٹرالے کا انتظام کیا ہے یہ ایک مستقل بدعت بن گئی ہے ہمارے جامد قسم کے علماء عظام اور کچھ مفاد پرست علماء کرام اس بدعت پر خاموش ہیں۔اور کچھ مالدار جو شاٹ کٹ روٹ کے متلاشی ہوتے ہیں وہ بیوقوف ہوائی جہاز پر قومی دولت کو برباد کر کے ایک بدعت میں شریک ہوتے ہیں۔پورے خیر القرون کے دور میں ایسا احمقانہ فعل کا ثبوت آپکو نہیں ملے گا۔کہ کچھ لوگوں نے بلاکسی مقصد کے صرف دعا میں شرکت کے لئے سفر کیا ہو۔

بہر حال یہ جماعت جہاں دشمنان اسلام کے لئے دانستہ یا غیر دانستہ آلہ کار کا کام کر کے قوم کے نوجوان سے جہاد کا جذبہ ختم کر رہی ہے۔وہیں یہ معاشی بدحالی کے لئے بھی وسیع پیمانہ پر کام کر رہی ہے ۔بیروں ممالک میں ہزاروں افراد کو بلاکسی اہلیت کے بے زباں جانور کی طرح نمائش کے لئے لے جاتے ہیں۔ جہاں صرف ایک آدمی وہ کام کر سکتا ہے وہاں یہ جماعت آٹھ دس افراد کو بھیجتی ہے۔جس کا شرعا کوئی جواز نہیں یہ فعل فضول خرچی کے زمرے میں آتا ہے۔

تبلیغی جماعت کا اللہ تعالیٰ پر بہتان:۔

اللہ تعالی جل جلالہ پہلے انسان میں اہلیت اور صلاحیت پیدا کرتے ہیں اہلیت اور صلاحیت کے بعد کسی کام کرنے کا حکم نازل کرتے ہیں۔کیونکہ اللہ تعالیٰ الحکیم ہے اور حکیم کبھی ایسا حکم نہیں دیدتے جس حکم پر عمل نہ کیا جاسکے۔

یاایها الذین امنوا کتب علیکم القتال اس حکم پر یہ کہنا کہ پہلے ایمان بنایا جائیگا پھر قتال

ہوگا یہ اللہ تعالیٰ پر بہتان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بغیر اہلیت کے قتال کا حکم نازل کر دیا۔

چونسٹھ کھمبے کے الہامی نبی سے گم تھلہ کے جزوی نبی تک

ایک فتویٰ ایک حقیقت

حضرت مولانا مفتی عبدالمتین قدوائی صاحب دامت برکاتہم فاضل دارالعلوم دیوبند کے فتویٰ کے چند اقتباسات۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب منہ الصدق والصواب

۱:۔شریعت مطہرہ دودھاری تلوار کی مانند ہے جو بھی اس کی زد میں آئے گا ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گا چاہے جس بھی مرتبے کا سمجھا جاتا ہے چاہے جتنی بڑی جماعت کیوں نہ ہو۔ دوسرے خصوصیت یہ ہے کہ شریعت کی نظر میں امیر غریب کا کوئی فرق نہیں قانون شریعت سب کے لئے ایک جیسا ہے۔ معجزات کے انکار کی بنا پر شبلی نعمانی اور حمید الدین فراحی پر کفر کا فتویٰ لگایا گیا۔ مولانا عبدالماجد دریا آبادی نے حکیم الامت کو خط لکھ کہ آپ نے ان پر کفر کا فتویٰ لگایا ہے حالانکہ یہ حضرات تہجد گزار ہیں تو حضرت حکیم الامتؒ نے جواب میں تحریر فرمایا یہ سب اعمال اور احوال ہیں عقائد جداگانہ چیز ہے صحت عقائد کے ساتھ فساد اعمال واحوال اور فساد عقائد کے ساتھ صحت اعمال واحوال جمع ہو سکتے ہیں عقائد مدار نجات ہیں اعمال مدار نجات نہیں ہیں۔ (فتاویٰ حکیم الامت)

۲:۔تبلیغی جماعت کا آنا فانا پورے ہندوستان میں پھیلنا اس کی علامت ہے کہ انگریز حکومت نے اس گندم نما جوفروش جماعت کی اپنے مذموم مقاصد حاصل کرنے کے لیے خوب سرپرستی کی اور اب تک قادیانیوں کے ذریعے مالی سرپرستی کی جارہی ہے اس جماعت کے اربوں ڈالر کے حساب سے اجتماعی خرچے کا کوئی حساب کتاب نہیں۔ تبلیغی جماعت کے اکابرین کا انگریز لعنت بر پدر فرنگ کے گیت

گانا خان بہادر رشید احمد دہلوی کے ذریعے رقوم کی ترسیل صدر جمہوریہ ڈاکٹر ذاکر حسین کا لندن میں پہلا گشت پھر دین اکبری کی بنیاد ڈالنے کا اعلان علمائے دیوبندؒ کے بارے میں یہ کہنا کہ انہوں نے غلطی کی یہ تمام باتیں اس جماعت کی کتب میں موجود ہیں ۔جس سے صاف پتہ چلتا ہے ہے کہ اس جماعت کا مقصد وہ نہیں جو یہ بتاتے ہیں در پردہ کچھ اور مقاصد ہیں دنیائے کفران کی سرپرستی کر رہی ہے ہر جگہ ان کو ویزہ ملتا ہے کفران سے خوش ہے یہی ان کے باطل ہونے دلیل ہے تبلیغی جماعت کے ابتدائی ایام میں ان کی تمام خباثتیں پوشیدہ رہیں ۔اگر کوئی بات طشت از بام ہوئی بھی تو لوگ ان کی ظاہری تصویر دیکھ کر درگزر کرتے رہیں اس استفتاء کے جواب لکھنے مین جن کتب کی عبارات کو خلاف شرع پایا گیا۔ان کی تفصیل یہ ہے ۱:۔ملفوظات ۲:۔مکتوبات الشاہ محمد الیاس ۳:۔چشمہء آفتاب ۴:۔تبلیغی جماعت پر اعتراضات اور ان کے جوابات ۵:۔مولانا الیاس اور ان کی دینی دعوت ۶:۔فضائل اعمال ۷:۔فضائل صدقات ۸:۔فتاوی محمدیہ ۹:۔مرقع یوسفی ۱۰:۔تبلیغ کی ابتداء اور بنیادی اصول۔

سب سے پہلے اس بدعت ضالہ کے خلاف مولانا اعزاز علی صاحب نے دارالعلوم دیوبند سے آواز اٹھائی حضرت رائے پوریؒ اور مولانا عاشق الٰہی میرٹھی نے کلمہء حق بلند کیا۔مولانا عبدالسلام نوشہروی خلیفہ مجاز حضرت تھانویؒ نے ان کے خلاف کتاب لکھی جس کا نام مقدس شاہراہ تبلیغ ہے اور اس میں انہوں نے لکھا کہ رائے ونڈ دنیا میں واحد روحانی ہسپتال ہے جہاں مریض مریضوں کا علاج کرتے ہیں۔جس نے ہلاک ہونا ہے ان کے پاس چلا جائے علماء حق آگاہ ہوں ایک نئے فتنہ اکبری سے واسطہ پڑ گیا اس فتنے کی سرکوبی کے لئے جو بھی کام کرے گا حضرت مجدد الف ثانیؒ کی طرح ثواب پائے گا۔حضرت مولانا شمیم احمد صاحب قدوائی فاضل دارالعلوم دیوبند کا یہ فرمانا کہ تبلیغی جماعت نے جتنا دین کو نقصان پہنچایا ہے کسی اور جماعت نے نہیں پہنچا بالکل مبنی برحق اور بجا ہے۔

بقول مولانا زکریا ہندوستان مین سب سے پہلے ضلع بجنور کے علمائے حق نے اس تحریفی

جماعت کا تعاقب کیا پھر مولانا احتشام الحسن کاندھلویؒ کی آنکھ اللہ تعالیٰ نے کھول دی انہیں چالیس سال اس جماعت کے ساتھ ضائع کرنے بعد جو کچھ نظر آیا انہوں نے کچھ یوں رقم فرمایا ہے اور اس جماعت کو درمیان چوراہے ننگا کر کے رکھ دیا ہے۔

قرآن وحدیث کے خلاف عمل کرنے والوں کا ٹھکانہ کہاں ہوگا؟

۱:۔نظام الدین کی موجودہ تبلیغ نہ تو قرآن کے مطابق ہے نہ حدیث کے مطابق اور سلف صالحین کے طریق کے مطابق نہ حضرت مجدد الف ثانیؒ اور نہ ہی حضرت شاہ صاحبؒ کے طریق کے مطابق ہے

۲:۔اس جماعت میں موجود علماء کہلانے والے اولئک کالانعام کے ذمہ داری ہے کہ وہ اس جماعت کو اولا قرآن وحدیث کے مطابق بنائیں۔

۳:۔آسمانی عذاب (سیلاب، زلزلہ وغیرہ) کے نزول کا واحد سبب یہ جماعت ہے کیونکہ ایک غلط چیز کو دین بنا کر پیش کیا جاتا ہے۔اسی لیے پاکستان میں سیلاب اور زلزلے زیادہ آتے ہیں۔

۴:۔ابتداء میں اس کام کی شرعی حیثیت بدعت حسنہ کی تھی اب یہ جماعت بدعۃ ضلالہ بن چکی ہے (آج تک کوئی بھی نام نہاد تبلیغی ان چار باتوں کا جواب نہ دے سکا اور نہ ہی اپنی اصلاح کی طرف توجہ دی) ''بندگی کی صراط مستقیم''، صفحہ ۷۴،۷۵

مسلمانوں میں فتنے کے داخلے کے لئے یہ سب سے بڑا دروازہ ہے جسے تبلیغی جماعت نے کار ثواب سمجھ کر کھول دیا ہے بظاہر یہ بات بہت خوشنما معلوم ہوتی ہے کہ سب کو تبلیغ کے کام لگ جانا چاہیے لیکن سنجیدگی کے ساتھ نتائج پر غور کیجئے تو یہ اقدام اتنا ہی خطرناک ہے جتنا خطرناک کسی انجان آدمی کو ڈرائیور کی جگہ بٹھا دینا ہے کوئی بھی دین کے ساتھ یہ مذاق اسی حالت میں کرسکتا ہے جبکہ دین کی قدرومنزلت اس کے دل سے بالکل نکل جائے اور صرف اپنے لشکر کی تعداد بڑھانے کے لیے انجان آدمیوں کو وہ محاذ جنگ پر بھیج دے۔

نماز کی نخوت کا آزار:۔

حضرت دیوبندیؒ نے بڑی جرات کے ساتھ تبلیغی جماعت والوں کی نماز کی نخوت کا جادو توڑا ہے نماز کی عظمت وار جمندی دونوں جہان میں مسلم ہے لیکن کسی نمازی کو عزازیلی غرور میں بدمست ہو کر بھکنے کی اجازت ہرگز نہیں دی جاسکتی نماز کے نام پر تبلیغی جماعت کے لوگ مسلم معاشرے میں جو نت نئے فتنے اٹھا رہے ہیں حضرت دیوبندیؒ نے بڑے شائستہ پیرائے میں ان کی نشان دہی کی ہے موصوف کے الفاظ یہ ہیں۔''میرے دل میں ان مسلمانوں کی بڑی قدر ہے جو محض دینی جذبہ اوراخلاص سے دین سیکھنے کے لیے نکلتے اور نمازی بن کر لوٹتے ہیں لیکن اگر علماء مدارس وخانقاہ ودیگر دینی شعبوں کی تخفیف (تحقیر کا جذبہ) ساتھ لے کر لوٹے تو میرے نزدیک ایسا تہجد گزار بھی بڑا مجرم ہوگا ایسے بے نمازی کے مقابلے میں جوان سب کی عزت واحترام کرتا ہے اوراس کو گناہ کا احساس اوراس پر ندامت ہے۔'' کیونکہ بے نمازی کی مضرت اس کی ذات تک ہے اور دوسرے کی مضرت متعدی ہے پوری نسل کو نقصان ہوگا۔''صفحہ ۵۴

عوام نے اب علماء کے بجائے ان جاہلوں کو اپنا مقتدا بنالیا ہے وعظ ونصیحت کے لئے جو شرائط ہیں ان میں سب سے بڑی شرط ناسخ ومنسوخ کا علم ہے (قرطبی) جو ان جاہلوں میں ندارد ہے۔ میرزا الٰہی بخش غدار ملت جاسوس اور ستائس ہزار مسلمانوں کا قاتل تھا اس لعنتی کے بارے میں تمام مورخین نے لکھا ہے۔حضرت مدنی نے نقش حیات میں اس کے بارے میں لکھا ہے کہ یہ غداروں کا سرغنہ تھا اس نے بادشاہ اور شہزادوں کو ہمایوں کے مقبرے سے گرفتار کرایا۔(نقش حیات صفحہ نمبر ۴۵۶ دارالاشاعت کراچی)۔

مولانا ندوی نے مولانا الیاس اوران کی دینی دعوت ص ۴۵ پر لکھا ہے مولانا الیاس کے والد مولانا اسمٰعیل بہادرشاہ ظفر کے سمدھی مرزا الٰہی بخش کے بچوں کو پڑھاتے تھے تبلیغی کام اس کی بنائی ہوئی

بنگلے والی مسجد سے شروع ہوا۔ اس کو اور اس کے بچوں کو انگریز حکومت کی طرف سے جو پنشن ملتی تھی وہ ۲۲۸۳۰ روپے سالانہ بنتی ہے۔آج کل کے حساب سے کروڑوں سے متجاوز ہے مزید تفصیلات کے لئے ۱۸۵۷ جنگ آزادی کے موضوع پر لکھی گئی کتب کا مطالعہ فرمائیں

۳:۔مولانا یوسف لدھیانوی نے جوفتوی صادر فرمایا ہے بالکل مبنی برحق ہے۔ یہ فتوی ہرتبلیغی پر لاگو ہے لوگوں کو ان کے قریب جانے سے اجتناب کرنا لازم ہے ورنہ کفریہ جملے کہلوا کر ایمان سے خارج کرادیں گے اور بیوی کو طلاق اولاد حرام ہوگی مولانا یوسف لدھیانوی صاحب نے ان کوتحریری طور پر آگاہ کیا تھا انہوں نے ان جہال کا بہت دفاع بھی کیا جب انہیں معلوم ہوا کہ یہ جماعت تاریخ اسلام کا سب سے بڑا فراڈ ہے تب انہون نے دسویں جلد میں ان پر گمراہی کا فتوی لگایا یہ فتوی گذشتہ حمایت سے رجوع متصور ہے حضرت مفتی رشید احمد اور حضرت تقی عثانی مدظلہ نے ایک مشترکہ اصلاحی خط مورخہ ۲۲۔۴۔۱۴۱۲ھ بمطابق ۱۹۹۲ء رائے ونڈ کے جہال کو لکھا۔انہوں نے اس خط کو گوزشتر کے برابر بھی نہ سمجھا اور ردی کی ٹوکری میں پھینک دیا۔یہی برتاؤ مولانا یوسف لدھیانوی کے فتوے کے ساتھ ہوا۔آخر ان ایمان کے ڈاکوؤں کو کون لگام ڈالے گا اللہ کا دین بے یارومددگار نہیں۔

۶:۔مسٹر بہاولپوری بے لگام گھوڑے نے تو حد کردی یہ قادینوں کا ایجنٹ ہے اس کی کفریات کی تو طویل داستان ہے بہر حال مفتی رشید احمدؒ نے جو کفر کا فتویٰ لگایا تھا وہ ریکارڈ پر موجود ہے۔ان کفریہ وجوہات سے علی الاعلان شرعی رجوع نہیں کیا گیا اس لیے اس سے تقریر کرانا اور سننا دونوں حرام ہیں۔

۷:۔فضائل اعمال یا تبلیغی نصاب کا جو طریقہ تعلیم رائج ہوا ہے یہ بدعت ضالہ ہے۔غیر لازم کو لازم کرنا مطلق کو مقید کرنا، مستحب کو فرض کا درجہ دینا، اسی کا نام بدعت ضالہ ہے کل بدعة ضالہ و کل ضلالتہ فی النا ر اس کتاب میں مولانا زکریا صاحب نے اپنے والد کو حضرت حسینؓ سے افضل ثابت کرنے کی کوشش کی ہے علمائے دیوبند بھارت میں دین کے معاملے میں غدار ملت مرزا الہی

بخش کے خاندان سے تعلق رکھنے والے علماء کا اعتبار نہیں کرتے ۔ جہاں علماء دیو بند کو غدار ملت کا علم نہیں وہاں ان کو علماء دیو بند سمجھ کر ان کی کتب پڑھی جاتی ہیں۔ حالانکہ اس خاندان نے علماء دیو بند کو جو نقصان پہنچایا ہے وہ اظہر من الشمّس ہے فضائل اعمال کو قرآن کے بدل کے طور پر متعارف کرایا جارہا ہے۔

نبوت رونے یا عبادت سے نہیں ملتی بلکہ یہ منجانب اللہ عطا ہوتی ہے۔اور سیدنا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ آخری نبی ہیں آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ کوئی ظلی نبی، نہ کوئی بروزی نبی، نہ کوئی الہامی نبی، نہ کوئی جزوی نبی، جو شخص یا جماعت ایسا اعتقاد رکھے یا ایسے بندے کو صحیح سمجھے دونوں صورتوں میں ایمان واسلام سے خارج ہے وہ حضرات بیدار ہو جائیں اور توبہ کریں جو اس گمراہ جماعت کے قصیدے گا گا کر اپنا ایمان برباد کر رہے ہیں جس کے کوکھ سے کوئی الہامی نبی نکلتا ہے کوئی جزوی نبی اگر محمود گنگوہی نے کتمان علم نہ کیا ہوتا تو اس فتنے کا سد باب بہت پہلے ہو چکا ہوتا اب بھی پاکستان اور بنگلہ دیش کے بڑے بڑے دارالافتاء چند ٹکوں کے خاطر اس جدید قادیانیت کی سرپرستی کر رہے ہیں۔ یہ فتویٰ فروش یاد رکھیں تاریخ لکھی جارہی ہے بعد میں آنے والے ان پر لعنت کریں گے۔ ایسے لعنتیوں کے لیے اللہ کی طرف سے سخت سزا مقرر ہے۔ عوام کو چاہیے اس قسم کے دین فروش مفتیوں اور علماء کا بائیکاٹ کریں یہ لوگ اجماع کا رٹ لگاتے ہیں حالانکہ یہ علمائے حق کا اجماع نہیں یہ گونگے شیطانوں کا اجماع ہے علمائے کرام اور اہل عقل و دانش عوام کا فریضہ ہے کہ عوام کو ان کے جہال کے جال میں پھنسنے سے منع کریں۔ اگر پھر بھی لوگ نہیں مانتے اور اس جدید قادیانیت کو نہیں چھوڑتے تو ان سے مکمل بائیکاٹ کیا جائے ان کی خوشی غمی میں شریک نہ ہو جائے ان کے جنازے میں شرکت نہ کی جائے ۔ ان سے مناکحت نہ کی جائے ان کی اقتدار میں جماعت نہ پڑھی جائے اگر غلطی سے پڑھ گی تو لوٹا دی جائے یہ سب معلوم ہونے کے بعد پھر بھی کوئی ایسی کسی جہالت کے راستے پر چلتا ہے تو قیامت کے دن خود جواب دے گا جو لوگ اس غیر شرعی جماعت کی وجہ سے دین کی طرف متوجہ ہوئے ان کی مثال اس نومولود بچے کی سی ہے جو غیر شرعی طریق

سے یعنی بے نکاح والدین کے ذریعے دنیا میں آیا ایسے بچے خود قصوروار نہیں ہوتے بلکہ ان کے والدین قصوروار ہوتے ہیں۔

ایسے بچوں کی شرعی حیثیت کے بارے میں فقہائے کرام کی تصریحات موجود ہیں۔ جو غیبی مدد کے قصے سنائے جاتے ہیں وہ تمام استدراج ہیں جس مفتی نے بیانات، دینی دعوت، ملفوظات اور مکتوبات ، مرقع یوسفی، چشم آفتاب، دعوت، دعوت وتبلیغ کا مدنی نقشہ، انچاس کروڑ کا خودساختہ ثواب، بندگی کی صراط مستقیم، علماء کی بددعا، جماعت ابلیس بزرگوں کی شکل میں، کلمۃ الھادی، انکشاف حقیقت، ابلیس کے قلی، دین کے داعی یا دین کے دشمن، شاہراہ تبلیغی خرافات تبلیغ دجالی فتنہ سے بچاؤ تبلیغی جماعت اور قرآن علماء دیوبند اور تبلیغی جماعت، کیا تبلیغی جماعت نہج نبوت پر کام کررہی ہے، جدید قادیانیت، گشتی بدعت، تبلیغی جماعت قادیانیوں کے راستے پر وغیرہ کا بغور مطالعہ نہ کیا ہو اس مفتی کا ان تحریفیوں کے بارے میں فتویٰ دینا جائز نہیں۔ سب کچھ جانتے بوجھتے بڑے بڑے مدارس کے علماء صرف اس وجہ سے خاموش ہیں کہ چندے اور قربانی کی کھالیں بند نہ ہوجائیں ان سب سے گزارش ہے کہ قرآن وحدیث کی روسے سوچ لیں دنیا کی پشت پر تھوڑا عرصہ رہنا ہے قبر میں ہزاروں لاکھوں سال سے بھی زیادہ کسی عالم دین یا مفتی سے کوئی مسئلہ پوچھا جائے (اور وہ کسی دنیاوی لالچ یا خوف یا ملامت کی وجہ سے) وہ مسئلہ چھپائے تو قیامت کے دن اس کو آگ کی لگام پہنائی جائے گی او کما قال علیہ الصلوٰۃ والسلام سید الکونین ﷺ کے دین کو تختہ مشق بنتے آپ دیکھتے رہیں آپ خاموش تماشائی بنے رہیں، آپ کے لئے بہتر ہے توبہ کرلیں اور ان کا راستہ روکیں ورنہ خاموش تماشائی بننے والے بنی اسرائیلیوں کے انجام کے لئے تیار ہوجائیں۔ واللہ اعلم بالصواب ۔مفتی عبدالمتین قدوائی جامعہ قاسمیہ، سورت گڑھ راجھستان، بھارت۔

مخلصانہ اپیل:۔(۱)

فریاد ی میر لے تو سن کرے نہ کرے اثر
آزاد بندہ یہ طالب کا داد ہے نہیں

تمام دنیا کے مسلم رہنماؤں اور علماء کرام سے مخلصانہ پرزور اپیل ہے کہ وہ سورہ نساء آیت نمبر ۹۷ اور سورہ توبہ آیت نمبر ۲۴ کی مذکورہ بالا آیتوں کو بہ غور ملاحظہ کریں اور ترجمہ قرآن مجید شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسنؒ کے حاشیہ ص ۲۴۶ کی مذکورہ بالا عبارت کو بار بار پڑھیں۔اور فیصلہ کریں کی دین کے ایک ایسے اہم بنیادی فریضے کی طرف سے غفلت و کوتاہی کے مرتکب ہو کر اور صرف توحید، نماز، روزہ، زکوۃ، حج ہی کے احکام پر عمل کی تبلیغ کر کے روئے زمین کا کیا کوئی بھی مسلمان اس وعید و گرفت سے بچ سکے گا جو مذکورہ بالا آیتوں اور حدیث مبارک میں بیان کی گئی ہے۔

(۱) تعلیمی چہل حدیث۔۔مولانا محمد وحید الدین قاسمی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تاریخ:۔۲۰۲۰۔۰۱۔۲۵

نحمدہ نصلی علی رسولہ کریم ۔۔۔۔۔۔

قارئین حضرات سے مودبانہ گذارش ہے کہ وہ اس مختصر سی تحریر کا بغور مطالعہ کرنے کے بعد انصاف اور حقیقت کو مدنظر رکھتے ہوئے فیصلہ کریں کہ حق کیا ہے؟ اور ناحق کیا ہے؟ تبلیغ دین کیا ہے؟ اور تبلیغ کے نام پر دین میں تحریف کیا ہے؟

تبلیغی جماعت محمد الیاس دہلوی نے بنائی اس کے ضال و مضل ہونے کا مسئلہ ایک تحقیقی مسئلہ ہے اور جب تک اس کے ملفوظات اور مکتوبات کا تنقیدی نظر سے مطالعہ نہ کر لیا جائے اس وقت تک فیصلہ نہیں کیا جا سکتا ہے۔اور اس کے بارے میں جو علماء کرام حکم گمراہی نہیں لگاتے وہ معذور سمجھے جا سکتے ہیں کہ انہوں نے مذکورہ کتابوں کا مطالعہ نہیں فرمایا۔

لیکن موصوف نے جو احمقانہ طریقہ تبلیغ ایجاد کیا اور کامل مکمل دین جو تمام نظام حیات پر حاوی تھا اس کا تیاپانچہ کر کے چھ نمبروں میں منحصر کر دیا ہے جس کی اسلام میں قطعا گنجائش نہیں ہے۔اس حماقت آمیز طریقہ تبلیغ کے نتیجہ میں جو جماعت وجود میں آئی اس کی گمراہی ظاہر باہر ہے۔اس کے باوجود جو علماء اس طریقہ تبلیغ کی تعریف میں لطب اللسان ہیں انکی دانشمندی وفہم دین محل اعتراض ہے سمجھدار عالم کبھی اس حماقت کی حمائت نہیں کرسکتا ہے۔

اس جماعت کا طریقہ تبلیغ کا بدعت ہونا،فریضہ جہاد کی مخالفت کرنا،دورس قرآن سے اعراض کران،سیاست کی مذمت کرنا اجتماعی امور سے لاتعلق رہنا،علماء کرام کی تقاریر نہ سننا اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کو ترک کرنا اس جماعت کے یہ ایسے کارنامے ہیں جو ہر باشعور عالم مشاہدہ کرسکتا ہے۔ایسے بدیہی امور میں کسی دلیل کی ضرورت نہیں۔ان جرائم کے باوجود جو مفتی یا عالم اس گمراہ جماعت کو ''مفید اور خیر غالب ہے'' کہتا ہے وہ فقہ الواقع سے بے خبر ہے اور اس کو عالم نہیں کہتے ہیں بلکہ وہ اسلام سے نابلد ہے۔

مفتی یا عالم کا فرض ہے کسی جماعت کی تائید یا حمائت کرنے سے پہلے اس کے نظریات کی اچھی طرح احتیاط سے چھان بین کرلی جائے ورنہ لوگوں کو گمراہ کرنے کا وبال اسکی گردن پر ہوگا لاعلمی کا عذر قابل مسموع نہیں

حاصل کلام:۔

بستی نظام الدین اور رائیونڈ والی تبلیغی جماعت کی شرعی حیثیت؟

۱)............اس تبلیغی جماعت کا طریق کار بدعت ضالہ ہے

۲)............منہاج النبوت کے خلاف ہے

۳)............صحابہ کرامؓ کے طرز عمل کے مطابق نہیں۔

۴)..........ائمہ مجتہدینؒ اور محدثینؒ سے اسکا کوئی ثبوت نہیں۔ کسی فقہ کی کتاب اور حدیث کی کتاب میں دعوت وتبلیغ کے عنوان سے کوئی باب نہیں ہے

۵)..........یہ جماعت جذبہ جہاد کوختم کرنے کیلئے وجود میں آئی ہے۔ بانی جماعت مولانا الیاس کے نزدیک اصلی جہاد یہی ہے اور بعض حیثیات سے قتال فی سبیل اللہ سے بھی اعلیٰ ہے۔

۶)..........امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے تارک ہیں اور بقول امیر جماعت مولانا انعام الحسن ہم اس کے مکلّف نہیں ہیں۔

۷)........یہ جماعت درس قران کی مخالف ہے اس جماعت کے کسی مرکز میں درس قرآن کا کوئی انتظام نہیں ہے۔

۸)........منکرات سے چشم پوشی کرنا جماعت کا اصول ہے۔

۹)..........کم فہم اور بے روزگار نئے فارغ التحصیل علماء کرام کو پھانس کر اور انکی ذہنی تطہیر کر کے اپنا آلہ کار بنا رہی ہے۔

۱۰)........بعض مدارس کے مہتمم حضرات عدم واقفیت اور جماعت کے متعلق حسن ظن کی وجہ سے طلباء اور نئے فارغ شدہ علماء کرام کو اس بدعتی عمل کی ترغیب دیتے ہیں۔ جو ایک المیہ سے کم نہیں۔

۱۱)........سادہ لوح نوجوانوں کو دین کے نام پر عضو معطل بنا کرامت کے اجتماعی عمل سے الگ کر رہی ہے۔

۱۲)........اس جماعت کے ساتھ وقت لگانے والے اور جماعت کے طریق کار کو ضروری سمجھنے والے ائمہ کی اقتداء میں نماز نہیں ہوتی ہے۔ وہ نماز واجب الاعادہ ہے (بدعتی کی اقتداء میں نماز واجب الاعادہ ہے۔)

۱۳)..........تبلیغ ایک انفرادی عمل ہے اور جہاد جماعتی عمل ہے۔ انفرادی فریضہ کو جماعت کی صورت میں

ادا کرنا اور اسی میں اس کو منحصر کرنا شرعی امور میں تجاوز ہے جو کہ بدعت کے زمرہ میں شامل ہے۔

۱۴)......... تبلیغ کے لئے سفر کرنا غیر ضروری اور نا اہل کا سفر کا ناجائز ہی نہیں۔ ایک غیر ضروری اور ناجائز امر کو ہجرت اور ہر فرد کے لئے وقت لگانا ضروری قرار دینے کی وجہ سے یہ عمل بدعت ضالہ اور شریعت سازی ہے۔ یہ تینوں بدعات اس جماعت میں بدرجہ اتم موجود ہیں۔

عیاں راچہ بیان

۱۵)......... شیخ الحدیث مولانا زکریا کی کتاب "تبلیغی جماعت پر عمومی اعتراضات اوران کے جوابات" اس جماعت کے ناجائز ہونے کا ایک اٹل اور قطعی ثبوت ہے۔ کیونکہ علماء حق کبھی بھی جائز امور پر اعتراضات نہیں کرتے ہیں۔ ایک ہزار سے زائد خطوط کا شیخ صاحب نے اقرار کیا ہے۔ ظاہر بات ہے اتنے کثیر علماء کرام ایک جائز اور ضروری امر کی کیسے مخالفت کر سکتے ہیں۔

دوسرے مولانا زکریا صاحب نے یہ چالاکی کی کہ اعتراضات نقل نہیں کئے صرف جواب دیا ہے اور جوابات بھی غلط سلط ہیں۔

۱۶)......... جو شخص چاہے عالم ہو یا عام آدمی اس جماعت میں شامل ہو گیا وہ امت سے کٹ گیا۔ وہ اجتماعی، معاشرتی، سیاسی کسی عمل مین شریک نہیں ہوتا ہے۔ اس گمراہ جماعت نے لاکھوں افراد، لاکھوں نوجوانوں کو دین سے برگشتہ کر کے ان کو عضو معطل اور جسد مفلوج بنا دیا ہے۔

حضور اکرام ﷺ کے دعوت و تبلیغ کا طریقہ:۔

حضرت حسان بن ثابتؓ نے ایک رباعی میں بیان کردیا ہے

دعـــا الـــمـــصـــطـــفـــی دهـــرا بـــكـــمة لـــم يـــجـــب

وقـــد لان مـــنـــه جـــانـــب و خـــطـــاب

فـــلـــمـــا دعـــا و السيف صـــلـــت بـــكـــفـــه

لـــه اســـلـــمـــو او استســـلـــمـــو او انـــابـــوا

ایک دوسرے شاعر نے اس حقیقت کا اظہار یوں کیا ہے۔۔۔

الو عظ ينفع لو با لعلم و الحكم

والسيف ابلغ و عاظ على العمم

ابوالفضل عبدالرحمٰن

فاضل دارالعلوم کراچی

حضرت شیخ الہند کا خطاب

شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسنؒ مالٹا کی
جیل سے رہا ہو کر جب دارالعلوم دیوبند میں تشریف لائے تو
علماء کرام کے ایک بہت بڑے مجمع سے آپ نے خطاب فرمایا۔اس
خطاب میں حسب ذیل باتیں نہایت دل سوز انداز میں فرمائیں۔

''میں نے جہاں تک جیل کی تنہائیوں میں اس پر غور کیا ہے کہ پوری دنیا میں
آج مسلمانوں دینی و دنیوی اعتبار سے کیوں تباہ و برباد ہو رہے ہیں تو میری سمجھ میں اس
کے دو اسباب آئے ہیں ایک تو مسلمانوں کو قرآن مجید کو چھوڑ دینا اور دوسرے آپس کے
اختلافات اور خانہ جنگی!

اس لئے میں مالٹا جیل سے عزم کر کے آیا ہوں کہ اپنی باقی زندگی اس کام میں
صرف کردوں کہ قرآن مجید کو لفظا و معنا عام کیا جائے۔بچوں کے لئے لفظی تعلیم کے مکاتب
بستی بستی قائم کئے جائیں بڑوں کو عوامی درس قرآن مجید کی صورت میں اس کے معانی و
مفہوم سے روشناس کرایا جائے۔اور قرآنی تعلیمات پر عمل کے لئے آمادہ کیا جائے
۔اور مسلمانوں کے باہمی جنگ و جدال کو کسی بھی قیمت پر نہ برداشت کیا
جائے۔اور اخوت و مساوات کی فضا پیدا کر کے مسلمانوں میں اتحاد
و اتفاق کے جذبات ابھارے جائیں''۔

کشف الغطاء

حضرت مولانا عبدالرحمٰن ابو الفضل مدظلہ مؤلف کتاب ہذا دارالعلوم کراچی کے فاضل ہیں اور جامعہ رشیدیہ ساہیوال میں حضرت مولانا مفتی فقیراللہ صاحب سے حدیث شریف پڑھ چکے ہیں اس طرح وہ ایک واسطہ سے حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندیؒ کے شاگرد رشید ہیں آپ کا اس پیرانہ سالی میں یہ وقیع تبصرہ انتہائی محقق ہے۔ عقیدت کی عینک اتار کر اگر حقائق اور نتائج کی روشنی میں اس تبصرہ کو پڑھا جائے تو بہت سارے حقائق منکشف ہو جاتے ہیں۔